ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

ستمبر 2020ء

زکوٰۃ کیا چیز ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

’’زکوٰۃ کیا چیز ہے اس کا مطلب ہے کہ اللہ کی راہ میں مال کا حصہ نکالنا تا کہ وہ مال پاک ہو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اظہار ہو اور پھر اللہ تعالیٰ اس مال میں برکت ڈالے اور اسے بڑھاتا رہے۔ پس ایک مومن اپنے ضرورت مند بھائیوں کی ضرورت کے لئے، دینی ضروریات کے لئے، غلبہ اسلام کے لئے جو مال خرچ کرتا ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ سے یہ سودا کر رہا ہوتا ہے کہ اس ذریعہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو مزید جذب کرنے والا بنے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے مال کو مزید بڑھائے تا کہ دنیا کی نعمتوں سے بھی فائدہ اُٹھائے اور پھر مزید خرچ کرکے اور زیادہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں گھاٹے کا سودا ہی نہیں ہے۔ ایک طرف سے ڈالتے جاؤ، دوسری طرف سے کئی گنا بڑھا کر حاصل کرتے چلے جاؤ۔ دنیاوی چیزوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب مال خرچ کرکے کوئی چیز کی قدر دیکھ کر ہی اس کی قیمت ادا کرتا ہے اور اس کی قدر اتنی ہی ہوتی ہے جتنا کہ جیسا کہ مَیں نے کہا اس پر خرچ کیا گیا ہو۔ اس سے استفادہ ایک حد تک کیا جاسکتا ہے اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ اس چیز سے استفادہ اور اس کی قدر میں کمی ہونا شروع ہوجاتی ہے اور ایک وقت میں وہ چیز بالکل بے کار ہوجاتی ہے۔ پھر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کسی بھی صنعت میں پیداوار حاصل کرنے کے لئے جب خام مال کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس خام مال کا کچھ حصہ ضائع ہوجاتا ہے اور سو فیصد اس پر خرچ کئے گئے مال سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ گو کہ ان نقصانات کا اندازہ کرتے ہوئے جو اس طرح ضائع ہوتے ہیں، ایک کارخانہ دار یا اس کو بنانے والا اس کی قیمت اتنی مقرر کردیتا ہے کہ اس کا نقصان بھی پورا ہوجائے اور کچھ منافع بھی ہوجائے۔ پھر اور بہت سے عوامل ہیں، اگر وہ اثر ڈالیں تو بعض دفعہ منافع بھی نقصان میں چلا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو ضمانت دی ہے مال بڑھے گا۔ ایک جگہ فرمایا کہ سات سو گنا بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑھا دے گا۔ پس مومنین کو ایسی تجارت کی طرف توجہ دلائی کہ گو یہ پیسہ تم دنیاوی ذرائع استعمال کرکے حاصل کرتے ہو لیکن جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے حکموں کے مطابق خرچ کرتے ہو تو پھر جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرکے جماعت کی مضبوطی کا باعث بن رہے ہوتے ہو، جہاں اپنی عاقبت سنوار رہے ہوتے ہو، وہاں اس بات سے بھی آزاد ہوجاتے ہو کہ بعض عوامل اثر انداز ہوکر تمہاری تجارتوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔

(www.alislam.org/friday-sermon/2007-11-09.html)

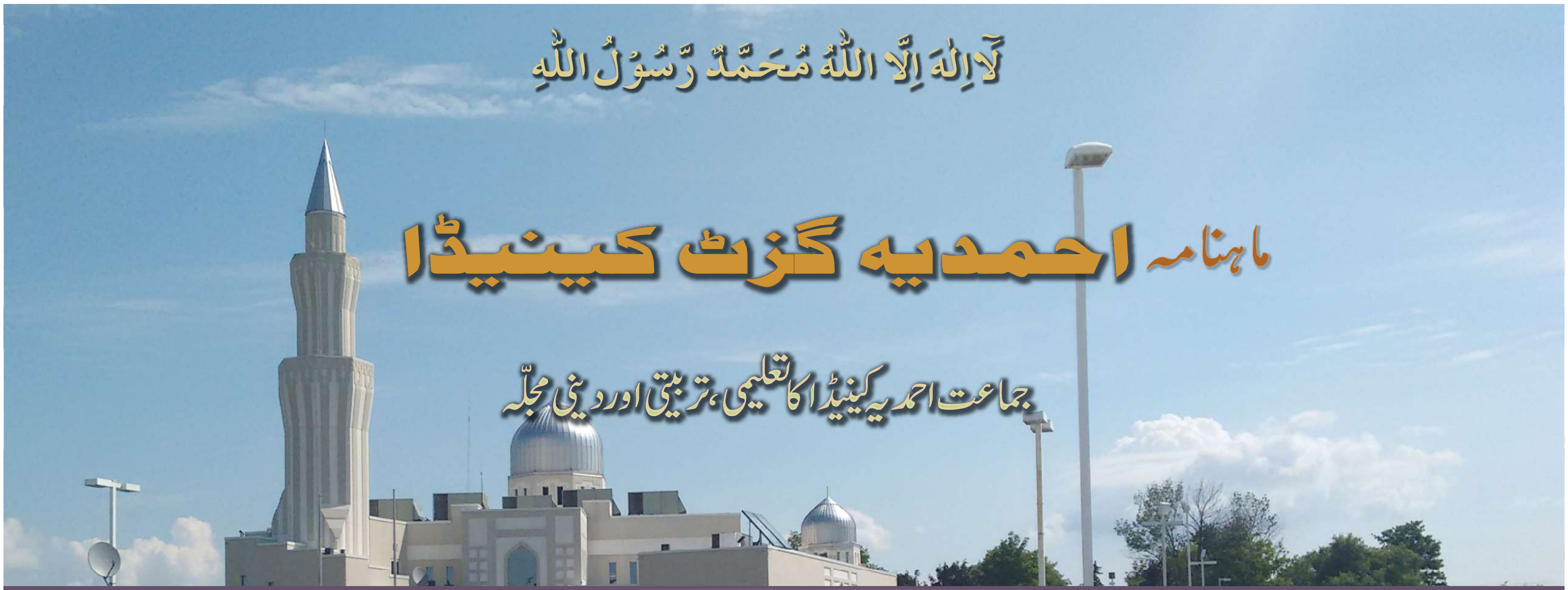

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

ستمبر 2020ء جلد نمبر 49 شمارہ 9

فہرست مضامین

★ قرآن مجید اور حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد فرمودہ خطبہ عید الاضحیہ کا خلاصہ	10
★ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں موجودہ وبائی حالات میں ہمارا ردِّعمل	11
★ دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے از شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا	13
★ مضمون نویسی کی طرف توجہ دیں۔ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ	14
★ توبہ و استغفار: گناہوں سے بچنے اور ان کی بخشش کا ذریعہ از مکرم ہبۃ الکلیم صاحب	16
★ جماعت احمدیہ کا تعلیمی ادارہ: تعلیم الاسلام کالج۔ چند یادیں اور چند باتیں از مکرم پروفیسر مبارک احمد انصاری صاحب	18
★ حقیقی نماز وہ ہے جس میں رقت پیدا ہو جائے۔ از شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا	21
★ رشتہ ناطہ کے معاملات: سوال وجواب از نیشنل شعبہ تربیت لجنہ اماء اللہ کینیڈا	22
★ بعض دیگر مضامین اور منظوم کلام اور اعلانات	25

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیران

ہدایت اللہ ہادی اور عثمان شاہد

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابد

تزئین وزیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالد

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ کُلِّ سُنۡۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ؕ وَ اللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ○

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًی ۙ لَّہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ○

(سورۃ البقرۃ 2:262-263)

۲۶۲۔ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہو۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

۲۶۳۔وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو وہ خرچ کرتے ہیں اُس کا احسان جتاتے ہوئے یا تکلیف دیتے ہوئے پیچھا نہیں کرتے، اُن کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثۡنَتَیۡنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الۡحَقِّ، وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ حِکۡمَۃً فَھُوَ یَقۡضِیۡ بِھَا وَ یُعَلِّمُھَا.

(صحیح بخاری . کتاب الزکوۃ ، باب انفاق فی حقہ بحوالہ حدیقۃ الصالحین، صفحہ 700)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ نے سمجھ، دانائی، اور علم وحکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی

یہ اُس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے

یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو، بلکہ یہ اُس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بُلاتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، صفحہ 498-497)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 03 جولائی 2020ء

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 03 جولائی 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ خطبات سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ جنگِ بدر میں پیش آنے والے عہد وفا کے اظہار پر مبنی واقعے کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انداز سے یوں بیان فرمایا ہے کہ یہ قدرتی بات ہے کہ جہاں عشق ہوتا ہے وہاں کوئی شخص نہیں چاہتا کہ میرے محبوب کو کوئی تکلیف پہنچے یا محبوب لڑائی میں جائے۔ اسی طرح صحابہؓ بھی نہیں چاہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ لڑائی پر جائیں۔ جب رسول کریم ﷺ بدر کے قریب پہنچے تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارا مقابلہ قافلے سے نہیں بلکہ فوج سے ہوگا۔ پھر آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ طلب فرمایا جس پر اکابر مہاجر صحابہؓ نے بڑی جاں نثارانہ تقریریں کیں لیکن آنحضرت ﷺ ہر تقریر کے بعد یہی فرماتے رہے کہ مجھے مشورہ دو۔ جس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس اوس نے رسول اللہ ﷺ کا منشا سمجھا اور انصار کی طرف سے اخلاص و وفا سے پُر تقریر میں فرمایا کہ آپؐ جہاں چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم! اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو ہم کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی، دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔

ایک صحابی جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تیرہ جنگوں میں شریک ہوئے کہتے ہیں کہ کاش میں بجائے ان لڑائیوں میں حصہ لینے کے اس فقرے کا کہنے والا ہوتا جو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے نکلا۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ .. الخ (سورۃ رعد 12:13)

یعنی اس کے لئے اس کے آگے اور پیچھے چلنے والے محافظ مقرر ہیں کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا تمام زمانہ نبوت اس حفاظت کا ثبوت ہے چنانچہ مکہ معظمہ میں آپؐ کی حفاظت فرشتے ہی کیا کرتے تھے ورنہ اس قدر دشمنوں میں گھرے ہوئے رہ کر آپؐ کی جان کس طرح محفوظ رہ سکتی تھی۔ ہاں مدینے میں آسمانی فرشتوں اور زمینی فرشتوں یعنی صحابہؓ کی، دونوں قسم کی حفاظت آپؐ کو حاصل ہوئی۔ پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ بدر میں پیش آنے والے اخلاص و وفا کے اظہار کے اس نادر واقعے کو بیان کرنے کے بعد فرمایا یہ مخلصین بھی ان معقبت یعنی محافظوں میں سے تھے جو خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے مقرر فرما دیئے تھے۔

ایک صحابی جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تیرہ جنگوں میں شریک ہوئے کہتے ہیں کہ کاش میں بجائے ان لڑائیوں میں حصہ لینے کے اس فقرے کا کہنے والا ہوتا جو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے نکلا۔

جنگِ بدر کے موقعے پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے سیرت خاتم النبیینؐ میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدانِ جنگ کے ایک حصے میں آنحضرت ﷺ کے واسطے سائبان سا تیار کر کے اس کے ساتھ ہی اچھی قسم کے ایک اونٹ کو باندھ دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ اس سائبان میں تشریف رکھیں اور ہم اللہ کا نام لے کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اگر خدا نے ہمیں فتح دی تو الحمد للہ۔ لیکن خدانخواستہ معاملہ دگرگوں ہوا تو آپؐ اپنی سواری پر جس طرح بھی ہو مدینہ پہنچ جائیں۔ وہاں ہمارے ایسے بھائی بند موجود ہیں جو محبت و اخلاص میں ہم سے کم نہیں۔ وہ آپؐ کی حفاظت میں جان تک لڑا دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

غزوۂ احد کی شب حضرت سعد بن معاذ، حضرت اسید بن حضیر اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسجد نبویؐ میں ہتھیار پہنے رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر پہرہ دیتے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار، کندھے پر کمان اور نیزہ ہاتھ میں لے کر مدینے سے روانہ ہوئے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کی سواری کے سامنے آہستہ آہستہ دوڑتے جاتے تھے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کو آنحضرت ﷺ سے کس قدر محبت تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جنگِ احد سے واپسی پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم ﷺ کی سواری کی باگ پکڑے ہوئے فخر سے چل رہے تھے۔ آپؐ کا ایک بھائی جنگ میں مارا گیا تھا۔ مدینے میں آنحضرت ﷺ کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی تھی۔ یہ خبر سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بوڑھی والدہ جن کی آنکھوں کا نور جا چکا تھا لڑکھڑاتی ہوئی مدینے سے باہر نکلی جا رہی تھیں۔ جب حضور اکرم ﷺ اس بوڑھی عورت کے قریب پہنچے تو اس بڑھیا نے اپنے بیٹوں کی نسبت نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ حضرت سعد نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا آپ کے سامنے ہیں۔ اس بوڑھی عورت کی کمزور نگاہیں آپؐ کے چہرے پر پھیل کر رہ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بی بی! مجھے افسوس ہے تمہارا جوان بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا۔ اس بڑھیا نے کیسا محبت بھرا جواب دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ کیسی

باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے تو آپؐ کی خیریت کی فکر تھی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمدی خواتین کو فریضہ تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہی وہ عورتیں تھیں جو اسلام کی اشاعت اور تبلیغ میں مردوں کے دوش بدوش چلتی تھیں۔ تمہارا بھی یہ دعویٰ ہے کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائی ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، رسول کریم ﷺ کے بروز ہیں گویا دوسرے لفظوں میں تم صحابیاتؓ کی بروز ہو۔ لیکن تم صحیح طور پر بتاؤ کہ کیا تمہارے اندر دین کا وہی جذبہ موجزن ہے جو صحابیاتؓ میں تھا۔ اگر تم غور کرو گی تو اپنے آپ کو صحابیاتؓ سے بہت پیچھے پاؤ گی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ چونکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں عورتوں سے مخاطب تھے اس لئے ان کا ذکر ہے ورنہ بے شمار جگہ پر خلفاء یہ کہتے آئے ہیں، میں بھی بے شمار دفعہ کہہ چکا ہوں کہ ہمارے مردوں کو بھی صحابہؓ کے نمونے دکھانے ہوں گے تب ہی ہم جو اسلام کو دنیا میں پھیلانے کا دعویٰ کرتے ہیں اس پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیاتؓ کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عیسائی دنیا مریم مگدلینی اور اس کی ساتھی عورتوں کی اس بہادری پر خوش ہے کہ وہ مسیح کی قبر پر دشمن سے چھپ کر پہنچی تھیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ آؤ اور ذرا میرے محبوب کے مخلصوں اور فدائیوں کو دیکھو کہ کن حالات میں انہوں نے اس کا ساتھ دیا اور توحید کے جھنڈے کو بلند کیا۔

جب آنحضرت ﷺ مدینے تشریف لائے تو دیگر یہودی سرداروں کے ساتھ کعب بن اشرف بھی امن و امان اور مشترکہ دفاع کے معاہدے میں شامل ہوا۔ لیکن در پردہ یہ شخص اسلام مخالف سرگرمیوں میں پیش پیش رہا۔ کعب یہودی علماء کو بہت سی خیرات بھی دیا کرتا تھا۔ جنگِ بدر میں مسلمانوں کی غیر معمولی فتح پر کعب بڑا سیخ پا ہوا۔ اس نے سمجھ لیا کہ اب یہ نیا دین از خود مٹتا نظر نہیں آتا اور اسلام کو مٹانے کا تہیہ کر لیا۔ چنانچہ وہ مکہ گیا جہاں اپنی چرب زبانی اور شعر گوئی سے قریش کے دلوں میں سلگتی ہوئی آگ کو شعلہ بار کر کے سردارانِ قریش سے کعبے کے پردے کو تھما کر اسلام اور بانیٔ اسلامؐ کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دینے کی قسمیں لیں۔ کعب نے اسی پر بس نہ کی بلکہ وہ دیگر عرب قبائل کو بھی اسلام کے خلاف اکساتا رہا۔ مدینے میں اس نے اسلام مخالف نیز مسلم خواتین پر فحش اشعار کہے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے قتل کی سازش تیار کی۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے مدینے کی جمہوری سلطنت کے صدر اور حاکمِ اعلیٰ کے طور پر عہد شکنی، بغاوت، تحریکِ جنگ، فتنہ پردازی، فحش گوئی اور سازشِ قتل کے سبب کعب بن اشرف کو حکمت کے ساتھ قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔ اس مقصد کے لئے آپؐ نے محمد بن مسلمہ کا انتخاب فرمایا اور انہیں تاکید فرمائی کہ کعب کے قتل کے لئے جو بھی طریق اختیار کرو قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ضرور مشورہ کرنا۔ چنانچہ مشورے کے مطابق محمد بن مسلمہ نے ابو نائلہ اور دو تین دیگر صحابہؓ کے ہم راہ کعب کے قتل کی سزا کو عملی جامہ پہنایا۔

جب قبیلہ بنو نضیر سے حاصل ہونے والے اموال کے متعلق آنحضرت ﷺ نے انصار کے سامنے یہ آراء پیش فرمائیں کہ یا تو اموال انصار و مہاجرین میں برابر تقسیم کر دیئے جائیں یا سب مال مہاجرین کو دے دیا جائے تاکہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر انصار کے گھروں سے نکل جائیں۔ اس پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپس میں مشورہ کر کے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ یہ اموال مہاجرین میں تقسیم فرما دیں اور وہ حسبِ سابق ہمارے گھروں میں رہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ہمارے گھروں سے نکل جائیں۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ بہت خوش ہوئے اور دعا کی کہ اے اللہ! انصار پر اور انصار کے بیٹوں پر رحم فرما۔

واقعہ افک کے موقعے پر بھی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے لوث فدائیت کا اظہار فرمایا تھا۔ اسی طرح غزوۂ خندق میں بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد سے مذاکرات کے لئے جن بااثر صحابہؓ کو بھجوایا گیا آپؓ ان میں بھی شامل تھے۔ غزوۂ خندق کے بعد بنو قریظہ کو غداری کی سزا دینے میں بھی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہم کردار ادا کیا۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے فرمایا کہ اس جنگ کی تفصیل کچھ لمبی ہے اس لئے ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جولائی 2020ء

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10 جولائی 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

حکومت برطانیہ کی طرف سے لاک ڈاؤن میں نرمی کے بعد امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں احباب نے سماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے مسجد مبارک میں جمعہ ادا کیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ گذشتہ خطبے میں ذکر کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کو جنگِ احزاب کے بعد بنو قریظہ کی غداری کی سزا کا خدائی حکم ہوا۔ جنگِ احزاب کے اختتام کے ذیل میں اس غزوہ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیس دنوں کے بعد مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ مگر اب بنو قریظہ کا معاملہ طے ہونے والا تھا۔ ان کی غداری ایسی نہ تھی کہ نظر انداز کی جاتی۔ رسول کریم ﷺ نے واپس آتے ہی صحابہؓ سے فرمایا کہ گھروں پر آرام نہ کرو بلکہ شام سے پہلے بنو قریظہ کے قلعوں تک پہنچ جاؤ اور ساتھ ہی عہد شکنی کی وجہ جاننے کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنو قریظہ کی طرف روانہ فرمایا۔ شرمندہ ہونے اور معافی مانگنے کے بجائے یہود نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو برا بھلا کہا۔ رسول کریم ﷺ اور خواتینِ مبارکہؓ کے متعلق ناپاک کلمات کہے اور ہر قسم کے معاہدے سے انکار کر دیا۔ واپس آ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو دل آزاری سے بچانے کے خیال سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں ہم لوگ اس لڑائی کے لئے کافی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ وہ گالیاں دے رہے ہیں اور تم نہیں چاہتے کہ میرے کان میں وہ گالیاں پڑیں۔ موسیٰ نبی تو ان کا اپنا تھا اس کو اِنہوں نے اِس سے بھی زیادہ تکالیف پہنچائی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہؓ کے ہم راہ یہود کے قلعوں پر پہنچے تو وہ قلعہ بند ہو گئے اور مسلمانوں سے لڑائی شروع کر دی۔ کچھ دن کے محاصرہ کے بعد یہود نے محسوس کیا کہ وہ لمبا مقابلہ نہیں کر سکتے چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے خواہش کی کہ اوس قبیلے کے سردار اور ان کے دوست ابولبابہ کو مشورے کے لئے ان کے پاس بھجوایا جائے۔ جب ابولبابہ سے بنو قریظہ نے اس امر پر مشورہ طلب کیا کہ کیا یہود کو اپنا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دینا چاہئے یا نہیں تو ابولبابہ نے زبان سے تو اثبات میں جواب دیا لیکن ہاتھ کے اشارے سے گردن پر ہاتھ پھیر کر قتل کی علامت ظاہر کی۔ گوکہ آنحضور ﷺ نے اس وقت تک اپنا فیصلہ ظاہر نہیں فرمایا تھا لیکن یہود کے جرائم کے پیشِ نظر ابولبابہ کا یہی خیال تھا کہ ان سنگین جرائم

کی سزا قتل کے سوا کیا ہو سکتی ہے۔ اگر وہ حضور ﷺ کا فیصلہ مان لیتے تو انہیں بھی مدینے کے دوسرے قبائل کی طرح زیادہ سے زیادہ جلاوطنی کی سزا دی جاتی لیکن یہود نے اس کے برعکس فیصلے کا حق اپنے حلیف قبیلے اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا۔ اس پر بنوقریظہ میں اختلاف ہو گیا اور بعض اکا دکا افراد نے معاہدہ کی خلاف ورزی کے سبب جزیہ ادا کرنے یا مسلمان ہونے پر اصرار کیا تاہم بحیثیت قوم یہود اپنی ضد پر قائم رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے مطالبے کو مان لیا اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فیصلہ کرنے کے لیے بلوا لیا گیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنوقریظہ کے قلعوں کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے اپنی قوم سے وعدہ لیا کہ وہ سعدؓ کا فیصلہ قبول کرے گی۔ پھر یہود سے وعدہ لیا اور اس کے بعد نیچی نظروں کے ساتھ اس طرف اشارہ کیا جس طرف رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور دریافت کیا کہ کیا ادھر بیٹھے ہوئے لوگ بھی وعدہ کرتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا ہاں۔

تینوں فریقوں سے وعدہ لینے کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مغلوب اقوام کی نسبت بائبل کے حکم کی روشنی میں یہ فیصلہ فرمایا کہ بنوقریظہ کے مقاتل یعنی جنگجو لوگ قتل کئے جائیں۔ ان کی عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

اس فیصلے سے ظاہر ہے کہ اگر یہود جیت جاتے تو بلا تفریق صنف تمام مسلمان قتل کر دیئے جاتے یا اگر ان سے بڑی سے بڑی رعایت برتی جاتی تو بھی کتاب استثنا کے فیصلے کے مطابق ان کے تمام مرد قتل کر دیئے جاتے اور عورتیں، لڑکے اور سامان لوٹ لیا جاتا۔

اس فیصلے کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ یا مسلمانوں پر نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی تورات اور خود یہودیوں پر ہے جنہوں نے غیر اقوام کے ساتھ ہزاروں برس اسی طرح معاملہ کیا تھا۔ آج عیسائی دنیا شور مچاتی ہے کہ محمد ﷺ نے ظلم کیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کیا عیسائی مصنف اس بات کو نہیں دیکھتے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کسی دوسرے موقعہ پر کیوں ظلم نہ کیا۔ سینکڑوں دفعہ دشمن نے اپنے آپ کو محمد ﷺ کے رحم پر چھوڑا اور ہر بار آپؐ نے انہیں معاف فرمایا۔ یہ ایک ہی موقع ہے جب دشمن نے اصرار کیا کہ ہم محمد ﷺ کے فیصلے کو نہیں مانیں گے۔ پھر فیصلہ سنائے جانے سے قبل آپؐ سے وعدہ لیا گیا تھا کہ آپؐ اس فیصلے کو قبول کریں گے۔ ایسے میں اگر کسی نے ظلم کیا ہے تو وہ خود یہود ہیں کہ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

حضورِ انور نے اس واقعے کے متعلق قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ تفاصیل بھی پیش فرمائیں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنوقریظہ کی بدعہدی، غداری، بغاوت، فتنہ و فساد اور قتل و خونریزی کی وجہ سے خدائی عدالت سے یہ فیصلہ صادر ہو چکا تھا کہ ان جنگجو لوگوں کو دنیا سے مٹا دیا جاوے۔ مگر خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ اس کے رسول کے ذریعے یہ فیصلہ جاری ہو اس لئے اس نے نہایت پیچ در پیچ غیبی تصرفات سے آنحضرت ﷺ کو اس معاملے سے بالکل الگ رکھا اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے اس فیصلے کا اعلان فرمایا۔

فیصلہ سماعت فرمانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے بنوقریظہ کے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ دونوں گروہوں کو دو الگ الگ مکانوں میں ٹھہرایا گیا اور ان کے کھانے کے لئے ڈھیروں ڈھیر پھل مہیا کیا گیا۔ دوسرے دن صبح آنحضرت ﷺ نے چند مستعد آدمی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کے اجرا کے لئے مقرر فرمائے اور خود بھی قریب ہی ایک جگہ تشریف فرما ہو گئے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کے بعد آنحضرت ﷺ کا تعلق اس عمل سے صرف اس قدر تھا کہ اپنی حکومت کے نظام کے تحت آپؐ اس فیصلے کو بصورت احسن جاری فرما دیں۔ پس آپؐ نے رحمت و شفقت کا بہترین نمونہ دکھاتے ہوئے فیصلے کے اجرا سے قبل بنوقریظہ کے قیام کے لئے بہتر سے بہتر انتظام فرمایا۔ پھر جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ جاری کیا جانے لگا تو آپؐ نے ایسے رنگ میں اسے جاری کیا کہ وہ مجرموں کے لئے کم سے کم موجبِ تکلیف تھا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ ایک مجرم کے قتل کے وقت کوئی دوسرا مجرم موجود نہ ہو۔ چنانچہ تاریخ میں لکھا ہے کہ جب مجرموں میں سے کسی کو مقتل میں لایا جاتا تو عین قتل گاہ میں پہنچنے تک اس مجرم کو علم نہیں ہوتا تھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جس شخص کے متعلق آپؐ کے سامنے رحم کی اپیل پیش ہوئی آپؐ نے اسے قبول کر لیا۔ ایسے افراد کی جان بخشی کہ ان کے ساتھ ان کے اموال و نفوس بھی انہیں لوٹا دیئے۔

غیر مسلم محققین نے اس واقعہ میں مقتولین کی تعداد سو سے لے کر ہزار تک بیان کی ہے جب کہ ہمارے ایک محقق کے مطابق یہ تعداد سولہ سترہ بنتی ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ معین تعداد کیونکہ مذکور نہیں اس لئے ابھی بھی یہ تحقیق طلب چیز ہے۔

اس واقعہ سے متعلق جملہ تفاصیل پیش کرنے کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے جو ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

خطبے کے دوسرے حصے میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چار مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

پہلا ذکر مکرمہ حاجیہ رقیہ خالد صاحبہ صدر لجنہ اما اللہ غانا کا تھا۔ آپ 30 جون کو 65 برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن.

مرحومہ نمازوں کی پابند، خلافت سے بڑا تعلق رکھنے والی، تہجد گزار موصیہ خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے، ایک بیٹی اور چار پوتے پوتیاں شامل ہیں۔

دوسرا ذکرِ خیر مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم سابق مبلغ سلسلہ افریقہ، انگلستان اور امریکہ کا تھا۔ آپ 27 جون کو 93 برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن.

مرحومہ بے شمار خوبیوں کی مالک، دعا گو اور خلافت سے بے لوث محبت رکھنے والی خاتون تھیں۔ پسماندگان میں مکرم شیخ صاحب مرحوم کی سابقہ اہلیہ سے ایک بیٹی کے علاوہ آپ کی اپنی اولاد میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔

تیسرا ذکرِ خیر مکرم علی احمد صاحب ریٹائرڈ معلم وقفِ جدید کا تھا۔ آپ 18 جون کو 86 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن.

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔

چوتھا جنازہ مکرمہ رفیقاں بی بی صاحبہ اہلیہ بشیر احمد ڈوگر صاحب عہدی پور ضلع نارووال کا تھا۔ آپ 22 مئی کو وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن.

مرحومہ نے پسماندگان میں چھ بیٹے، ایک بیٹی اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔

خطبہ کے اختتام پر حضورِ انور نے فرمایا کہ آج ان لوگوں کو بھی نمازِ جنازہ میں شامل کروں گا جن کا گزشتہ خطبات میں ذکر کر چکا ہوں۔ ان میں ناصر سعید صاحب، غلام مصطفیٰ صاحب، ڈاکٹر تقی الدین صاحب اسلام آباد، ذوالفقار صاحب مربی سلسلہ انڈونیشیا

شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی 2020

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24 جولائی 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔آپؓ بہترین تیر انداز تھے۔ربیع الاول سن دو ہجری کے شروع میں قریشِ مکہ کے حملوں کی پیش بندی کے لئے آنحضرت ﷺ نے ساٹھ شترسوار مہاجرین کا ایک دستہ روانہ فرمایا۔

ثنیۃ المرہ مقام پر اس دستے کا سامنا عکرمہ بن ابوجہل کی کمان میں ڈیرہ ڈالے ہوئے دوسو مسلح نوجوانوں سے ہوا۔دونوں فریقین کے درمیان کچھ تیراندازی بھی ہوئی اور پھر مشرکین کے لشکر میں سے دو اشخاص بھاگ کر مسلمانوں سے آملے۔

جمادی الاولیٰ دو ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں آٹھ مہاجرین کا ایک دستہ خبر رسانی کے لئے خرار مقام کی طرف روانہ فرمایا۔

جمادی الآخر دو ہجری میں آنحضور ﷺ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں قریش کی حرکات وسکنات کا جائزہ لینے کے لئے آٹھ مہاجرین پر مشتمل ایک پارٹی روانہ فرمائی۔آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سربمہر خط دیا اور ہدایت فرمائی کہ مدینے سے دو دن کا سفر طے کرنے کے بعد اس خط کو کھولنا۔ خط میں مکہ اور طائف کے درمیان وادی نخلہ میں قریش کے حالات کی خبر حاصل کرنے کے متعلق ہدایت کی گئی تھی۔راستے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اونٹ کہیں کھو گیا اور اسے تلاش کرتے ہوئے یہ دونوں اصحاب اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے۔

اس موقعے پر مستشرق مسٹر مارگولیس نے اعتراض کیا ہے کہ ان صحابہؓ نے جان بوجھ کر اپنا اونٹ چھوڑ دیا تھا تا کہ اس بہانے سے پیچھے رہا جاسکے۔قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان جاں نثارانِ اسلام میں سے ایک بئر معونہ کے موقعے پر شہید ہوا اور دوسرا کئی خطرناک معرکوں میں نمایاں حصہ لے کر فاتح عراق بنا۔ان شجاع اور فدائی مسلمانوں پر اعتراض کرنا مسٹر مارگولیس کا ہی حصہ ہے۔

مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت نخلہ میں اپنے کام میں مصروف تھی کہ ان کا سامنا قریش کے ایک چھوٹے سے قافلے سے ہوگیا۔حالات کچھ ایسے بنے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسلمانوں نے قافلے پر حملہ کردیا۔حملے کے نتیجے میں کفار کا ایک آدمی مارا گیا جب کہ دو قید ہوئے لیکن بدقسمتی سے ایک شخص بھاگنے میں کامیاب ہوگیا۔جب آنحضرت ﷺ کو قافلے پر حملے کی خبر ملی تو آپ سخت ناراض ہوئے،فرمایا میں نے تمہیں شہرِ حرام میں لڑنے کی اجازت نہیں دی تھی اور مالِ غنیمت لینے سے انکار کردیا۔دوسری جانب قریش نے بھی بہت شور مچایا اور اپنے قیدی لینے مدینے پہنچ گئے۔ آنحضور ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی بخیریت مدینہ آمد پر دونوں قیدی چھوڑ دیئے جن میں سے ایک ازخود مسلمان ہوگیا۔

غزوہ بدر کے موقعے پر راستے میں کفارِ مکہ کے حالات سے واقفیت کے لئے آنحضرت ﷺ نے حضرت علی، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو روانہ فرمایا۔ یہ اصحابؓ ایک حبشی غلام کو پکڑ لائے جس سے آنحضرت ﷺ نے نہایت نرمی سے دریافت فرمایا کہ لشکر اس وقت کہاں ہے۔اس نے بتایا کہ سامنے والے ٹیلے کے پیچھے۔پھر آپؐ نے لشکر کی تعداد کے متعلق استفسار فرمایا جس کا اسے علم نہ تھا۔آپؐ نے پوچھا کہ ان کے لئے ہر روز کتنے اونٹ ذبح ہوتے ہیں۔اس نے کہا دس،تو آپؐ نے فرمایا کہ ایک ہزار آدمی معلوم ہوتے ہیں اور حقیقتاً وہ اتنے ہی تھے۔

غزوہ بدر کے موقعے پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل ہونے کے باوجود سواروں کی طرح بہادری سے لڑے اسی وجہ سے آپؓ کو فارس الاسلام یعنی اسلام کا شہ سوار کہا جاتا ہے۔غزوہ احد کے موقعے پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان گنتی کے اصحابؓ میں سے تھے جو سخت افراتفری کے باوجود آنحضرت ﷺ کے پاس ثابت قدم رہے۔آنحضور ﷺ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود تیر پکڑاتے جاتے اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تیر دشمن پر بے تحاشا چلاتے جاتے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے ماں باپ قربان ہوں برابر تیر چلا۔حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آخری عمر تک ان الفاظ کو نہایت فخر سے بیان کیا کرتے۔اسی موقعے پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدبخت کافر بھائی عتبہ نے حملہ کرکے رسول اللہ ﷺ کے دندانِ مبارک شہید کردیئے تھے۔جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عتبہ کی بدبختی کا علم ہوا تو آپؓ کا سینہ جوشِ انتقام سے کھول گیا اور آپؓ نے متواتر لشکرِ قریش میں گھس کر عتبہ کو تلاش کیا تا کہ اس کا صفایا کرسکیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ازراہِ شفقت آپ کو روک لیا۔

جنگِ احد کے ان ہی نامساعد حالات میں حبان نامی ایک کافر نے حضرت امِ ایمن جو زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں کی طرف تیر چلایا۔یہ تیر امِ ایمن کے دامن میں لگا،اس پر حبان ہنسنے لگا۔آنحضرت ﷺ نے ایک تیر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا جو سیدھا حبان کے حلق پر لگا۔آنحضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر مسکرادیئے۔روایت کے مطابق غزوہ احد کے روز حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار تیر چلائے۔

صلح حدیبیہ کے موقعے پر جن صحابہؓ نے صلح نامے پر بطور گواہ دستخط کئے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں شامل تھے۔اسی طرح فتح مکہ کے موقعے پر مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔

ایک موقعے پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ آپؓ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور وصیت سے متعلق استفسار فرمایا۔حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً عرض کیا کہ میرا سارا مال اللہ کی راہ میں قربان ہے تو آنحضرت ﷺ نے انہیں سارا مال صدقہ کرنے سے روکا اور زیادہ سے زیادہ ایک تہائی مال صدقہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

آنحضرت ﷺ گو خود شکار نہ کیا کرتے مگر شکار کروایا کرتے تھے چنانچہ ایک غزوے میں حضور ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہرن کا شکار کروایا۔جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیر چلانے لگے تو آپؐ نے پیار سے اپنی ٹھوڑی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر رکھ دی اور دعا کی کہ اے اللہ! سعد کا نشانہ بے خطا کردے۔

عرب کے ماحول میں دو بڑی طاقتیں قیصر و کسریٰ کی تھیں۔ عراق کا بڑا حصہ کسریٰ کے زیرِ نگیں تھا۔مدائن، قادسیہ، نہاوند اور

جلولہ کے مشہور معرکے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ سیادت لڑے گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں عراق کی مہم کچھ تیزی کے بعد سرد پڑ گئی تھی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپؓ نے عراق کی جانب ازسرِ نو توجہ فرمائی۔ اسی دور میں خسرو پرویز کے پوتے یزدجرد کی تخت نشینی عمل میں آئی جس نے ایرانی سلطنت کی تمام طاقتوں کو مجتمع کیا۔ ان حالات میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام عرب میں جہاد کی تحریک کی اور اس مہم کی قیادت از خود کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اکابر صحابہؓ کی رائے اس میں مانع ہوئی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام تجویز فرمایا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ ایک بہادر، نڈر اور زبردست تیرانداز ہے۔ عراق پہنچ کر کمان سنبھالنے کے بعد جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تو وہ کم و بیش تیس ہزار آدمیوں پر مشتمل تھی۔

جنگِ قادسیہ 16 ہجری میں کفار کی تعداد دو لاکھ اسی ہزار کے لگ بھگ تھی اور ایرانی فوج کی کمان رستم کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مخالف لشکر کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھجوایا جن کے ساتھ رستم نے بہت تحقیر آمیز رویہ اختیار کیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہِ ایران کے پاس وفد بھجوانے اور اسے دعوتِ اسلام دینے کی ہدایت فرمائی۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک وفد یزدجرد کے پاس بھجوایا تو اس نے بڑے غرور کے ساتھ اسلام کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور ایک مٹی کا بورا اسلامی وفد کے امیر کو دیتے ہوئے کہا کہ اس کے سوا تمہیں کچھ نہیں مل سکتا۔ ان صحابی نے مٹی کا بورا اٹھایا اور دربار سے نکلتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آج شاہِ ایران نے اپنے ہاتھوں سے اپنے ملک کی زمین ہمارے حوالے کر دی۔ بادشاہ نے یہ نعرہ سنا تو اسے بدشگونی خیال کرتے ہوئے وفد کے پیچھے اپنے سپاہی روانہ کئے لیکن تب تک مسلمان گھوڑوں پر سوار بہت دور نکل چکے تھے۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

1۔ مکرمہ بشریٰ اکرم صاحبہ اہلیہ محمد اکرم باجوہ صاحب ناظر تعلیم القرآن ووقفِ عارضی۔ آپ 25 مارچ کو 66 سال کی عمر میں وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

2۔ اقبال احمد ناصر صاحب پیرکوٹی۔ آپ 14 جولائی کو بیاسی سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم کے ایک بیٹے مکرم اکبر احمد طاہر صاحب مبلغ سلسلہ برکینا فاسو ہیں۔

3۔ غلام فاطمہ فہمیدہ صاحبہ اہلیہ محمد ابراہیم صاحب آف مولیاں جٹاں ضلع کوٹلی آزاد کشمیر۔ آپ 18 جولائی کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ کے تین بیٹے واقفِ زندگی ہیں اور محمد جاوید صاحب زیمبیا میں بطور مبلغ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

4۔ مکرم محمد احمد انور صاحب حیدرآبادی۔ آپ 22 مئی کو 94 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ مخلص احمدی تھے۔ ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تہجد گزار اور دعا گو تھے۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پڑھاتے رہے۔ جرمنی میں مختلف عہدوں پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

5۔ مکرم سلیم حسن الجابی صاحب آف سیریا۔ آپ 30 جون کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 31 جولائی 2020ء

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 31 جولائی 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج صبح ہم نے عید بھی پڑھی ہے اور آج جمعہ بھی ہے۔ ایسے موقع کے لئے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ملتا ہے کہ جو لوگ چاہیں جمعے کی بجائے ظہر کی نماز ادا کر لیں، لیکن ساتھ ہی ایک ایسے ہی موقعے پر آپؐ نے فرمایا ہم تو جمعہ پڑھیں گے۔ اس ارشاد کی روشنی میں، میں نے امیر صاحب کو یہی ہدایت کی تھی کہ جو لوگ ظہر کی نماز پڑھنا چاہیں وہ بے شک ظہر کی نماز پڑھ لیں۔ ویسے آج کل کے حالات میں گھروں میں اگر فارغ ہوں تو جیسے پہلے جمعہ پڑھتے ہیں آج بھی پڑھ لیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس امر کے متعلق فرمایا کہ ہمارا رب کیسا سخی ہے کہ اس نے ہمیں دو دو عیدیں دی ہیں۔ اب جس کو دو دو چپڑی ہوئی چپاتیاں ملیں، وہ سوائے کسی خاص مجبوری کے ایک کو کیوں رد کرے گا۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے اجازت دی ہے کہ اگر کوئی مجبور ہو کر ظہر کی نماز پڑھ لے تو دوسرے اس پر طعن نہ کریں۔

آج کے خطبے کے لئے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ ایسے اقتباسات لئے ہیں جن میں آپ نے اپنی بعثت کے مقصد کو بیان فرمایا ہے۔ ہمارے مخالفین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقام کو کم کرتے ہیں۔ پاکستان کی اسمبلیوں میں آنحضرت ﷺ کے نام کے ساتھ خاتم النبیین کے لفظ لکھنے کی قرارداد پاس کر کے مخالفین فخر کر رہے ہیں کہ دیکھو ہم نے کیسا زبردست کام کیا ہے۔ اگر ان کے عمل آنحضرت ﷺ کے اسوہ کے مطابق نظر آئیں تو یقیناً یہ قرارداد پاس کرنا بڑی اچھی بات ہو لیکن ان کے عمل تو حضور ﷺ کی تعلیم سے کوسوں دور ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے نام کے ساتھ خاتم النبیین لکھنا لازمی قرار دے کر انہوں نے احمدیوں کے راستے میں کوئی روک کھڑی کر دی ہے۔ ان عقل کے اندھوں کو یہ نہیں پتہ کہ احمدی تو خاتم النبیین کے مقام کا سب سے زیادہ ادراک رکھتے ہیں اور یہ ادراک ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں جو طاقت ہے یہ لوگ اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے۔ اپنی بعثت کے مقصد اور سلسلے کی ترقی کے متعلق، مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

”میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں۔ وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے۔ اور عیسائیوں کے لئے کسرِ صلیب ہو۔ اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ دنیا اس کو بالکل بھول جاوے۔ خدائے واحد کی عبادت ہو۔

میرے ان مقاصد کو دیکھ کر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جو کام نفاقِ طبعی اور دنیا کی گندی زندگی کے ساتھ ہوں گے وہ خود ہی اس زہر سے ہلاک ہو جائیں گے۔ کیا کاذب کبھی کامیاب ہو سکتا ہے؟ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ

مُسْرِفٌ كَذَّابٌ۔(سورۃ الفاطر 29:40) کذاب کی ہلاکت کے واسطے اس کا کذب ہی کافی ہے۔لیکن جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لئے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ یاد رکھو کہ اگر میرا سلسلہ نری دکان داری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے۔ یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا۔''

مخالفت کی میں پروا نہیں کرتا۔ میں اس کو بھی اپنے سلسلے کی ترقی کے لئے لازمی سمجھتا ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور خلیفہ دنیا میں آیا ہو اور لوگوں نے چپ چاپ اسے قبول کر لیا ہو۔ دنیا کی تو عجیب حالت ہے۔ انسان کیسا ہی صدیق فطرت رکھتا ہو مگر دوسرے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ وہ تو اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 148۔ایڈیشن 1985ء)

فرمایا کہ ہمارے سلسلے کی ترقی فوق العادت ہو رہی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ دو سو سے زائد ممالک میں مخلصین موجود ہیں۔ جب آپ نے یہ فرمایا تھا تب تو سینکڑوں میں تعداد تھی اور اب سال کے سال لاکھوں بیعتیں ہوتی ہیں۔

اپنی جماعت کے کامل ایمان اور آنحضرت ﷺ کی سچی اطاعت کا اعلان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے۔ میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات اور تقرب الی اللہ کوئی شخص پا سکتا ہے وہ صرف آنحضرت ﷺ کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپؐ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر گئے ہوں اور اب تک زندہ قائم ہوں۔ اگر مسیح کی نسبت موت کا یقین کرنا بے ادبی ہے تو آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ گستاخی اور بے ادبی کیوں یقین کر لی جاتی ہے۔''

فرمایا:

''ہمیں بھی رنج نہ ہوتا اگر تم آنحضرت ﷺ کی نسبت بھی وفات کا لفظ سن کر ایسے آنسو بہاتے مگر افسوس کہ خاتم النبیین اور سرورِ دو عالم کی نسبت تو تم بڑی خوشی سے موت تسلیم کر لو اور اس شخص کی نسبت جو آنحضرت ﷺ کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے بھی قابل اپنے آپ کو نہیں بتاتا زندہ یقین کرتے ہو۔ آنحضرت ﷺ کے وجود کی جس قدر ضرورت دنیا اور مسلمانوں کو تھی اس قدر ضرورت مسیح کے وجود کی نہیں تھی۔ جب آپؐ نے وفات پائی تو صحابہ کی یہ حالت تھی کہ دیوانے ہو رہے تھے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے تلوار میان سے نکال لی اور کہا کہ اگر کوئی آنحضرت ﷺ کو مردہ کہے گا تو اس کی گردن سر سے جدا کر دوں گا۔ تب حضرت ابوبکرؓ نے کمال فراست سے خطبہ پڑھا اور یہ آیت پڑھی کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپؐ سے پیشتر جس قدر رسول آئے وہ سب وفات پا چکے۔ اس آیت سے حضرت عمرؓ کی بھی تسلی ہوگئی اور صحابہؓ یہ آیت مدینے کی گلیوں میں پڑھتے پھرتے گویا یہ آیت آج ہی اتری ہو۔''

آنحضرت ﷺ کے مقام و مرتبے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پر زورِ دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔ ...

وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔'' (اتمام الحجۃ۔ روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 308)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ آنحضرت ﷺ کے مقام و مرتبے کا حقیقی ادراک عطا کرتے ہوئے آپؐ پر درود بھیجتے چلے جانے اور پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی محبت اپنے دلوں میں بٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طریق سے ہماری عملی حالتیں مخالفین کو مخالفت کا جواب دیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 14،07 ، 28، جولائی، 04 اگست 2020ء)

یا اللہ!

مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب

مل جل بھی نہیں سکتے، آ جا بھی نہیں سکتے، محصور ہیں یا اللہ!
گھر اپنے پیاروں کو ہم لا بھی نہیں سکتے، مجبور ہیں یا اللہ!

ہر چند سمجھتے ہیں ہم سود زیاں اپنا، پر یہ بھی حقیقت ہے
کہ اس دلِ ناداں کو بہلا بھی نہیں سکتے، رنجور ہیں یا اللہ!

جو گھر کی بہاریں تھیں مہمان قطاریں تھیں، اک خواب سا لگتا ہے
کیا دل کی اداسی ہے بتلا بھی نہیں سکتے، معذور ہیں یا اللہ!

یا رب! یہ کرونا کی تکلیف کو رحمت سے اب دُور کرو نا خود
گھر تیرے عبادت کو ہم جا بھی نہیں سکتے، مجبور ہیں یا اللہ!

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ مریم شادی فنڈ ہے۔

مورخہ 28 فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

''اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 6 مئی 2003ء)

احباب جماعت کو حضورؒ کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اور اپنی شادیوں کے مواقع پر اس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ مستحق، بے سہارا اور یتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہو سکیں نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ

ناظر اعلیٰ

صدر انجمن احمدیہ ربوہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اشاد فرمودہ خطبہ عیدالاضحیہ مورخہ 31 جولائی 2020ء کا خلاصہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 31 جولائی 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ عیدالاضحیہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج عیدالاضحیہ ہے، وہ عید جو قربانی کی عید کہلاتی ہے۔ مسلمان ابتدائے اسلام سے اُس قربانی اور اُس واقعہ کو یاد کرنے کے لئے جو چار ہزار سال سے زائد عرصہ پہلے پیش آیا تھا اس قربانی کی عید کو مناتے چلے آرہے ہیں۔ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود اس قربانی کی اہمیت اور اس کی یاد میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ بے شک ایسے بے شمار لوگ ہوں گے جو دکھاوے کے لئے قربانیاں کرتے اور صرف خوشی کی تقریب کے طور پر اس عید کو یاد رکھتے ہیں۔ لیکن ایک مومن اس قربانی کی اہمیت اور اس کی روح کو یاد رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کو قرآن کریم میں محفوظ کر کے ہمیشہ کے لئے قربانی کا ایک معیار قائم فرما دیا ہے۔ کیا اعلیٰ معیار ہے کہ آج بھی جب ہم اس واقعے کو سنتے ہیں، اس پر غور کرتے ہیں تو ہمارے دل جذبات سے بھر جاتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ ایک شخص کو بڑھاپے میں نوے سال کی عمر کے قریب اولاد عطا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اپنے اس لڑکے کو ذبح کر دو اور وہ شخص اپنے اکلوتے لڑکے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اُس بچے کے جواب کو بھی قرآن کریم نے محفوظ کر لیا کہ اے میرے باپ! جو کچھ بھی خدا کہتا ہے تُو وہی کر۔ یہ جواب خوشی سے قربانی دینے والوں کے لئے ایک مثال ہے اور نوجوانوں کو بتایا گیا ہے کہ قربانی کے لئے تیار رہنے والوں کے یہ جواب اور یہ معیار ہونے چاہئیں۔

بے مثال قربانی کے ان واقعات سے ہم جذبات سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ اکثر لوگوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں لیکن ہمارے لئے اتنا ہی کافی نہیں۔ ہمیں اس کے ساتھ اپنے ''ہر قربانی کے لئے تیار رہنے'' کے عہد کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کے حکم پر بیٹے کی قربانی کے لئے فوری تیار ہو جانا اس لحاظ سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے کہ آپؑ بہت نرم دل واقع ہوئے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا حکم ملتے ہی آپؑ نے اپنے ذاتی درد اور محبت کو ایک طرف رکھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت کو ہر چیز پر مقدم کر لیا۔ خدا تعالیٰ سے وفا، محبت اور قربانی کے اس امتیاز نے آپؑ کو دوسروں سے ممتاز کر دیا اور قیامت تک جب مسلمان آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں گے تو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ضرور ہوگا۔ ہر مسلمان، ہر قرآن پڑھنے والا اور ہر درود پڑھنے والا جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس قربانی کو یاد رکھا اور قیامت تک کے لئے امر کر دیا۔ حضرت ابرہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کر کے اس سوچ کو دل و دماغ پر حاوی کر لیا کہ میری قربانی کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے اس قربانی کے قابل سمجھا۔ پس قربانی کے لئے تیار رہنے کا عہد کرتے وقت ہمیں بھی اسی سوچ کو دل و دماغ پر حاوی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہماری قربانیوں کی حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی قربانیوں کے سامنے تو کوئی حیثیت نہیں، لیکن پھر بھی ہم اگر 'دین کو دنیا پر مقدم رکھنے' کے عہد پر ذرا سا بھی عمل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس طرح نوازتا ہے کہ جس کی انتہا نہیں۔ پس یہ جذبہ عارضی نہیں بلکہ مستقل ہونا چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کی خواہش اور اس کے لئے کوشش زندگی کا مستقل حصّہ بن جائے تو تب ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ یہ ماحول گھروں میں پیدا کرنے کے لئے دعاؤں اور عمل کی ضرورت ہے۔

قربانی کے لئے تیار ہو جانے کے اس واقعے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مزید نئی قربانیوں کا دَور شروع ہوتا ہے۔ اس نئے دَور میں صرف ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی اور اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کو بھی قربانی میں شریک کر کے مردوں کے لئے یہ مثال قائم کر دی کہ اگر تم حقیقی نیک ہو تو تمہارا اثر تمہاری بیویوں پر بھی ظاہر ہونا چاہئے۔ چھری پھرنا تو ایک وقتی قربانی تھی لیکن خوف، تنہائی اور جدائی کی قربانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے پورے خاندان سے مطالبہ کیا تو حضرت ابراہیم، حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آئے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے بھی توکل علی اللہ کا بینظیر نمونہ دکھاتے ہوئے بے خوف ہو کر خود کو اس قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کے طفیل ان کے ذریعے ایک ایسی زبردست قوم بنائی جس میں حضرت خاتم الانبیاء ﷺ جیسا عظیم المرتبت نبی مبعوث فرمایا اور اس طرح تمام دنیا حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں لا کر ڈال دی۔ آنحضرت ﷺ کے طفیل آج لاکھوں کروڑوں لوگ حج و عمرہ کرتے ہیں تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اس قربانی کی یاد بھی تازہ کرتے ہیں۔

آج کا دن ہمیں اس خاندان کے اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس قربانی کی یاد دلانے کے لئے ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفا اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی قربانی کو ہمیں اسوہ بنانا ہوگا۔ ہر عورت دیکھے کہ ہم نے اس معیار کو حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا ہے۔ لجنہ جب اولاد کی قربانی کا عہد دہراتی ہیں تو میرے علم میں آیا ہے کہ بعض عورتیں خاموش رہتی ہیں کہ ہم تیار نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کی رضا کی خواہش ہو تو یہ سوچ آ ہی نہیں سکتی۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو ہر احمدی مرد، عورت، جوان اور بچے نے نبھانا ہے۔ جب ہمارے مرد اپنے نمونے ابراہیمی معیار پر لائیں گے تو وہ روحانی معیار عورتوں اور بچوں میں بھی سرایت کر جائے گا۔ جب ہر عورت حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور ہر جوان حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونے اپنانے کے لئے تیار ہوں گے۔

(باقی صفحہ 24)

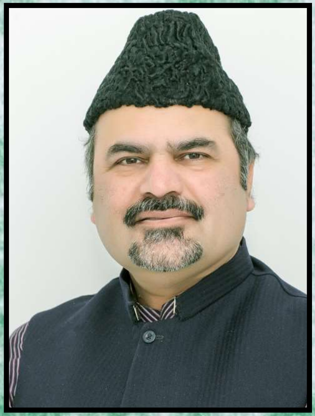

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں

موجودہ وبائی حالات میں ہمارا ردِّ عمل

مکرم ملک محمود احمد صاحب، ایڈیٹر انصار الدین یو کے

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے (کورونا وائرس کی وجہ سے پیدا ہونے والے) موجودہ حالات کے حوالہ سے مسلسل احباب جماعت کی راہنمائی فرمائی ہے اور بارہا اپنے خطباتِ جمعہ میں احمدیوں کو گراں قدر نصائح سے نوازا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ پیارے آقا کے ارشادات کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ساتھ احتیاطی تدابیر کے بھی تمام تر پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھیں نیز گھروں میں اپنی فیملیوں کے ساتھ عبادات اور دعاؤں میں مشغول رہیں تا کہ اس کے نتیجے میں اپنی اصلاح اور دیگر افرادِ خانہ کی تربیت کی طرف بھی کما حقہٗ توجہ ہوتی رہے۔

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں ہی کچھ ارشادات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں:

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 6/مارچ 2020ء میں ارشاد فرمایا:

’’آج کل جو کورونا وائرس کی وبا پھیلی ہوئی ہے اب مَیں چند باتیں اس کے بارہ میں بھی کہہ کر احباب کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ جیسا کہ حکومتوں اور محکموں کی طرف سے اعلان ہو رہے ہیں۔ ان احتیاطی تدابیر پر ہمیں، سب کو عمل کرنا چاہئے۔ بعض ہومیو پیتھی دوائیاں بہت شروع میں مَیں نے ہومیو پیتھ سے مشورہ کر کے بتائی تھیں جو حفظِ ماتقدم کے طور پر بھی ہیں اور بعض علاج کے طور پر بھی۔ ان کو استعمال کرنا چاہئے۔ یہ ایک ممکنہ علاج ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سو فیصد علاج ہے یا اس وائرس کا ہومیو پیتھک کو پتا ہے۔ یہ ایسی وائرس ہے جس کا کوئی علم نہیں لیکن اس کے قریب ترین اس قسم کی بیماری کا جو ممکنہ علاج ہو سکتا تھا اس کے مطابق یہ دوائیاں تجویز کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں شفا بھی رکھے۔ اس لئے استعمال کرنا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ہی احتیاطی تدابیر بھی ضروری ہیں جیسا کہ اعلان ہو رہے ہیں۔

اس بارہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ مجمع سے بچیں۔ مسجد میں آنے والوں کو بھی احتیاط کرنی چاہئے۔ اگر ہلکا سا بھی بخار ہے، جسم ٹوٹ رہا ہے یا چھینکیں نزلہ وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں نہیں آنا چاہئے۔ مسجد کے بھی کچھ حقوق ہیں اور یہ مسجد کا حق ہے کہ وہاں کوئی ایسا شخص نہ آئے جس سے دوسرے متاثر ہو سکتے ہوں۔ کسی بھی لگنے والی بیماری کا مریض جو ہے اس کو مسجد میں آنے سے بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ ویسے تو عمومی طور پر بھی اور آج کل خاص طور پہ چھینک لیتے وقت بھی ہر ایک کو چاہئے کہ چھینک لیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھے یا منہ پر رومال رکھنا چاہئے۔ ...

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس وبا نے اور کتنا پھیلنا ہے اور کس حد تک جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ہے لیکن اگر یہ بیماری خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد مختلف قسم کی وبائیں، امراض، زلزلے، طوفان بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بداثرات سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور ہر احمدی کو ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے اور اپنی روحانی حالت کو بھی بہتر کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے اور دنیا کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہدایت دے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو توفیق دے کہ وہ بجائے دنیا داری میں زیادہ پڑنے کے اور خدا تعالیٰ کو بھولنے کے اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے والے بھی ہوں۔‘‘

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 17 مارچ 2020ء)

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 20/مارچ 2020ء میں ارشاد فرمایا:

’’جب بیماریاں آتی ہیں، وبائیں آتی ہیں تو ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہیں اس لئے ہر ایک کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ حکومتی ہدایات پر عمل کریں۔ بڑی عمر کے لوگ، بیمار لوگ یا ایسی بیماری میں مبتلا لوگ جن کے جسم کی قوتِ مدافعت کم ہو جاتی ہے ان کو بہت زیادہ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ بڑی عمر کے لوگ گھروں سے کم نکلیں اور یہی حکومت کا اعلان بھی ہے سوائے اس کے کہ بہت اچھی صحت ہو عموماً گھر میں رہنا چاہئے۔ ...

عموماً ڈاکٹر بھی آج کل یہی کہہ رہے ہیں کہ اپنے جسم کی قوت مدافعت بڑھانے کے لئے اپنے آرام کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اس کے لئے اپنی نیند کو پورا کرنا چاہئے۔ اپنی نیند پوری کریں۔ خود بھی اور بچے بھی۔ ایک بڑے آدمی کے لئے چھ سات گھنٹے کی نیند ہے۔ بچے کے لئے آٹھ، نو گھنٹے یا دس گھنٹے کی نیند ہے۔ اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ یہ نہیں کہ بارہ بجے تک ساری رات بیٹھ کے ٹی وی دیکھتے رہے اور اس کے بعد ایک تو نماز پہ نہ اٹھ سکے پھر صبح جلدی جلدی اٹھے، چند گھنٹوں کے بعد کام پہ جانا ہے اس کی مشکلات پھر سارا دن سستی، پھر کمزوری، پھر کام کی تھکاوٹ اور اسی وجہ سے پھر یہ بیماریاں جو ہیں حملہ بھی کرتی ہیں۔ اسی طرح بچوں کو بھی عادت ڈالیں کہ جلدی سوئیں اور آٹھ نو گھنٹے کی نیند پوری کر کے جلدی اٹھیں۔

پھر بازاری چیزیں کھانے سے بھی پرہیز کریں۔ ان سے بھی بیماریاں پھیلتی ہیں خاص طور پر یہ جو کرسپ (Crisp) وغیرہ کے پیکٹ ہیں یہ بچوں کو کھانے کے لئے لوگ دے دیتے ہیں یا ایسی چیزیں جس میں بعض پریزرویٹوز (Preservatives) بھی ڈالے ہوتے ہیں یہ صحت کے لئے خطرناک ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا چاہئے یہ بھی آہستہ آہستہ انسانی جسم کو کمزور کرتے جاتے ہیں۔

پھر یہ بھی ڈاکٹر کہتے ہیں کہ آج کل پانی بار بار پینا چاہئے۔ ضروری ہے کہ ایک گھنٹے بعد، آدھے پونے گھنٹے بعد ایک دو گھونٹ پی لیں۔ یہ بھی بیماری سے بچنے کے لئے ایک ذریعہ ہے۔

ہاتھوں کو صاف رکھنا چاہئے۔ اگر سینیٹائزر (Sanitizer) نہیں بھی ملتا تو ہاتھ دھوتے رہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کم از کم پانچ دفعہ وضو کرنے والے جو ہیں ان کو صفائی کا موقع مل جاتا ہے۔ وہ اس طرف توجہ کریں۔

چھینک کے بارے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ مسجدوں

میں بھی اور عام طور پر بھی اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے بھی رومال آگے رکھ کے، ناک پر رکھ کے یا اب بعض ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اپنا بازو سامنے رکھ کے اس پہ چھینکیں تاکہ اِدھر اُدھر چھینٹے نہ اڑیں۔ بہرحال صفائی بہت ضروری ہے اور اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

لیکن آخری حربہ دعا ہے اور یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے شر سے بچائے۔ ان تمام احمدیوں کے لئے بھی خاص طور پر دعا کریں جو کسی وجہ سے اس بیماری میں مبتلا ہو گئے ہیں یا ڈاکٹروں کو شک ہے کہ ان کو بھی یہ وائرس ہے یا کسی بھی اور بیماری میں مبتلا ہیں سب کے لئے دعا کریں۔

پھر اسی طرح کسی بھی بیماری کی کمزوری کی وجہ سے جیسا کہ میں نے کہا وائرس حملہ آور ہو جاتا ہے تو ان کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں بھی بچا کے رکھے۔ عمومی طور پر ہر ایک کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اس وبا کے اثرات سے بچا کے رکھے۔ جو بیمار ہیں انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائے اور ہر احمدی کو شفا عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ ایمان اور ایقان میں بھی مضبوطی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

☆ اسی طرح سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خصوصی پیغام فرمودہ 6/مارچ 2020ء میں ارشاد فرمایا:

(گھروں سے باہر نہ نکلنے کی سرکاری ہدایت کے بعد) ''ایسی صورت میں گھروں میں احباب جماعت کو چاہئے کہ باجماعت نماز کا اہتمام کریں اور جمعہ بھی گھر کے افراد مل کر پڑھیں اور ملفوظات میں سے یا جماعتی کتب میں سے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری کتب میں سے یا الفضل میں سے یا الحکم سے یا کسی اَور رسالے سے کوئی بھی اقتباس پڑھ کر خطبہ دیا جا سکتا ہے اور گھر کے افراد میں سے کوئی بالغ لڑکا یا مرد جمعہ بھی پڑھا سکتا ہے اور نمازیں بھی پڑھا سکتا ہے۔ جمعوں کو بہرحال لمبا عرصہ ترک نہیں کیا جا سکتا۔

جب گھروں میں لوگ جمعہ پڑھائیں گے اور اس کی تیاری کریں گے تو خطبے کے لیے مطالعہ کریں گے۔ اس سے علم بھی بڑھے گا اور یوں حکومتی پابندی کی وجہ سے گھر بیٹھنا بھی دینی اور روحانی فائدے کا موجب ہو جائے گا، علمی فائدے کا موجب ہو جائے گا۔ بلکہ الحکم نے آج کل جو لوگوں کی رائے کا سلسلہ شروع کیا ہے کہ ہم اس پابندی کی وجہ سے گھر بیٹھ کر کس طرح وقت گزارتے ہیں اس میں اکثر لوگ یہ لکھ رہے ہیں کہ جماعتی قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور جماعتی لٹریچر پڑھ کر ہم اپنے علم میں اضافہ کر رہے ہیں اور بہت سے تبصرے تو آج کل مختلف دنیاوی سائٹس پر دنیا دار بھی کر رہے ہیں کہ اس وجہ سے ہمیں بھی اپنی گھریلو زندگی کو، اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی توفیق مل رہی ہے اور ہماری گھریلو زندگی واپس آ گئی ہے۔ پس ہمیں بھی اپنی گھریلو زندگی کو، اپنی حالتوں کو سنوارتے ہوئے اور بچوں کی تربیت کرتے ہوئے گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایم ٹی اے پر بڑے اچھے پروگرام آتے ہیں۔ کچھ وقت ان پروگراموں کو بھی اکٹھے بیٹھ کر دیکھنے کی کوشش کریں۔

اور اس کے علاوہ حکومت نے عوام کی بہتری کے لئے جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں آپ کی صحتیں قائم رکھنے کے لئے جو ہدایات دی ہیں، جو قانون بنائے ہیں اس کی بھی پوری پابندی کریں۔ اور سب سے بڑھ کر جیسا کہ میں نے گذشتہ خطبات میں کہا تھا کہ دعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں۔ دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو ہم جذب کر سکتے ہیں اور اپنی روحانی اور جسمانی حالت کو صحت مند کر سکتے ہیں اور یہی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار نصیحت فرمائی ہے اور ایسے حالات میں بھی یہی نصیحت فرمائی ہے کہ سب سے زیادہ ضروری بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں۔ دل کو صاف کریں اور نیک اعمال میں مصروف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا کا ایک بہت بڑا ہتھیار دیا ہے۔ ہمیں اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

جہاں تک جمعہ نہ پڑھنے کا سوال ہے بعض حالات میں باجماعت نماز اور جمعے کی بعض حدیثوں سے بھی وضاحت ہوتی ہے کہ یہ چھوڑے جا سکتے ہیں۔ مثلاً بخاری کی ایک حدیث ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بارش والے دن میں اپنے مؤذن سے فرمایا کہ تم اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہو تو اس کے بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ نہ کہنا بلکہ صَلُّوْا فِی بُیُوْتِکُمْ کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھو کے الفاظ کہنا۔ پس یہ بات گویا لوگوں کو نئی لگی اور انہوں نے اس پر تعجب کیا۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہی فعل انہوں نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے۔ اگرچہ جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں تم لوگوں کو اس تکلیف میں ڈالوں کہ تم کیچڑ اور پھسلن میں چلو۔

(صحیح البخاری. کتاب الجمعة، باب الرخصة لمن لم یحضر الجمعة فی المطر حدیث 901)

اسی طرح فقہاء نے جمعہ اور باجماعت نماز کو ترک کرنے کے عذروں میں ایسی بیماری جس کے ساتھ مسجد میں حاضر ہونا مشکل ہو اس کو شامل کیا ہے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین میں کسی قسم کی تنگی روا نہیں رکھی۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ مسجد جانے سے رُک گئے اور فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے۔ یہ صحیح بخاری میں بھی ہے اور مسلم میں بھی یہ حدیث ہے۔

(صحیح البخاری. کتاب الآذان، باب اهل العلم والفضل احق بالامامة حدیث 680-681)(صحیح مسلم. کتاب الصلاة، باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر حدیث 419)

اسی طرح کسی بیماری کے پیدا ہونے سے خوفزدہ شخص بھی معذور قرار دیا ہے اور اس کی دلیل حضرت ابن عباسؓ کی وہ روایت ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کی تفسیر خوف اور بیماری سے فرمائی۔ یہ سنن ابی داؤد میں درج ہے۔

(سنن ابی داؤد. کتاب الصلاة، باب التشدید فی ترک الصلاة حدیث 551)

بہرحال یہ بیماری جس میں بیماری پھیلنے کا بھی خطرہ ہے اور جس کے لئے حکومت نے بھی بعض قواعد اور قانون بنائے ہیں اور ملکی قوانین کے تحت ان پہ چلنا بھی ضروری ہے۔ ان صورتوں میں جمع ہونا، ایک جگہ جمع ہونا اور نماز باجماعت ادا کرنا یا جمعہ پڑھنا مشکل ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا اپنے گھروں میں نماز باجماعت کی عادت ڈالیں۔ اس سے جہاں بچوں کو یہ علم ہوگا کہ نمازیں پڑھنا ضروری ہے اور باجماعت پڑھنا ضروری ہے اور آج کل کے حالات کی وجہ سے ہم مسجد نہیں جا سکتے لیکن اس فرض کو اپنے گھروں میں نبھانا ضروری ہے، اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اس طرف خاص طور پر توجہ دیں۔

بعض دفعہ سفروں میں ایسے حالات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی آئے تھے جب آپؑ نے جمعہ ادا نہیں کیا۔

(روزنامہ الفضل قادیان۔ مورخہ 24 جنوری 1942ء صفحہ 1، جلد 20، شمارہ 21)

تو بہرحال بہت ساری ایسی روایات ہیں جن سے اس بارے میں بھی وضاحت ہوتی ہے کہ متعدی بیماریوں میں جمع ہونا یا بیماریوں میں ایک دوسرے سے ملنا ٹھیک نہیں ہے۔

(باقی صفحہ 24)

دعوت الی اللہ میں حکمت کے تقاضے

بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

''پس مخلوق کو خالق سے ایک فطری تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور خالق کو بھی اپنی مخلوق سے ایک طبعی محبت ہوتی ہے بیچ میں کوئی اور رشتہ باقی نہیں رہتا اس لئے فرمایا اپنے خالق کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ جو لوگ خدا کی ہستی کے قائل ہیں ان کو تو خدا چاہئے جہاں بھی ملے جس نام پر ملے، ہاں تمہیں یہ بتانا پڑے گا کہ خدا تمہارے پاس ہے اور وہ لوگ جو خدا کی ہستی کے قائل نہیں ہیں ان کے ساتھ مذہب کی بات چل نہیں سکتی جب تک ان کو پہلے یہ نہ بتاؤ کہ خدا موجود ہے اور اس کے ماننے کے لئے ان کے دل میں ایک تمنا، ایک خواہش، ایک ضرورت پیدا نہ کر دو۔

اس تعلیم کا جیسے کہ میں نے بیان کیا تھا ایک طبعی فائدہ یا ایک قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس سے کسی نفرت کا بیج نہیں بویا جاتا اسی لئے فرمایا وَمَنْ اَحْسَنَ قَوْلًا اس سے زیادہ حسین قول اور کون سا ہو سکتا ہے کہ اللہ کی طرف بلا رہے ہو۔''

(خطباتِ طاہرؒ۔ جلد 2، صفحہ 145)

شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا

مضمون نویسی کی طرف توجہ دیں

ہر احمدی کو قلم چلانے کی مشق کرنی چاہئے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جنوری 1924ء میں فرماتے ہیں:

''آج میں جس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں کی خواہش ہے کہ اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے۔ یہ ان کی خواہش سچی ہوتی ہے۔ جس وقت وہ اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ اس وقت ان کی آنکھوں میں ایک صداقت کی چمک ہوتی ہے۔ اور ان کے چہرے پر صداقت کے آثار ہوتے ہیں۔ ان کی آواز ان کے ہونٹ غرض ان کے چہرہ کی حالت بتاتی ہے کہ یہ بات ان کے دل سے نکل رہی ہے۔ جب میں ان کی یہ حالت دیکھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ یہ خواہش سچی ہے۔ لیکن اس خواہش کے ساتھ جب میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ کوشش نہیں تو پھر حیران ہوتا ہوں کہ ان کی یہ خواہش کیسے پوری ہوسکتی ہے۔ ساری دنیا کو اسلام قبول کرانے کا کتنا بڑا کام ہے۔ یہ ساری دنیا سے جنگ ہے اور جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ایک ملک کے فتح کرنے کے لئے کتنی طاقت اور قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اس کے لئے کسی قدر کوشش اور محنت کی ضرورت ہے. ہمارا جن سے مقابلہ ہے وہ تم سے کسی بھی میدان میں پیچھے نہیں ہٹنا چاہتے۔ اور تم ان کے مقابلے میں مٹھی بھر ہو۔ پھر وہ ایسے نہیں جو یوں میدان سے ہٹ جائیں کیا تم خیال کرتے ہو کہ عیسائی یونہی تمہاری باتیں مان لیں گے وہ چپہ چپہ نہیں چاول چاول بھر زمین پر تم سے مقابلہ کریں گے۔ وہ اپنے جھوٹے عقائد کو یونہی نہیں چھوڑیں گے۔ وہ ان کے لئے جنگ کریں گے اور اس وقت تک کریں گے جب تک ان کی مذہبی جنگ کی طاقت نہ ٹوٹ جائے گی۔ پس عقائد کا بدلنا کوئی آسان کام نہیں اور یہ عیسائیوں پر ہی موقوف نہیں یہی حال دیگر مذاہب کے لوگوں کا ہو گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو۔ ہندو خوشی سے تمہارے ہم عقیدہ ہو جائیں گے۔ اور اپنے آپ کو اس لئے تمہارے سپرد کردیں گے۔ کہ ہمیں اسلام سکھاؤ۔ وہ اپنے عقیدوں کی حفاظت کے لئے اپنا آخری پیسہ اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک گرادیں گے۔ تب وہ مسلمان ہوں گے اور یہی حال سکھوں کا، چینیوں کا اور جاپانیوں کا ہو گا۔ تمہارے پاس خود بخود کوئی قوم نہیں آئے گی۔ جو کہے کہ ہمیں مسلمان بنالو۔ ہر ایک سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔

لیکن اگر تم اس کے لئے کوشش نہیں کرتے۔ اور وہ ذرائع اختیار نہیں کرتے۔ جو اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے مقرر ہیں تو تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ دعا ہی سے یہ کام ہوجائے گا۔ حالانکہ دعا کوشش کے بعد ہوتی ہے پہلے خدا تو یہ دیکھتا ہے کہ جو تمہارے پاس تھا وہ خدا کے لئے نکال دیا ہے یا نہیں۔ خواہ وہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو اس کے بعد جس قدر سامانوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ مہیا کردیتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ ان کو کچھ دیتا ہے جو پہلے جو کچھ ان کے پاس ہو۔ اس کو خرچ کردیتے ہیں۔ دیکھو خدا کھیتوں میں بیج ڈالے بغیر غلہ پیدا نہیں کرتا بلکہ اسی زمیندار کی کھیتی میں غلہ پیدا کرتا ہے جو پہلے اپنے گھر کا غلہ نکال کر زمین میں بکھیر دیتا ہے۔ کیا اگر کوئی کہے کہ زمین میں غلہ بکھیرنے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا نے جتنا غلہ پیدا کرنا ہے۔ اس میں سے اتنا کم پیدا کردے۔ جتنا بیج کے لئے ڈالا جاتا تھا۔ اور باقی کا دے دے تو کیا اس کی یہ بات مانی جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ پہلے خرچ کراتا ہے پھر اس سے کئی گنا زیادہ واپس کرکے دیتا ہے یوں تو ایک ایک دانہ جو زمیندار ڈالتا ہے اس کے بدلے سو سو بلکہ اس سے بھی زیادہ دانے دیتا ہے لیکن اگر کوئی دانہ ہی نہ ڈالے تو اس کو سو کی بجائے ایک بھی نہ دے گا۔ پس خدا تعالیٰ کمی کو پورا کیا کرتا ہے۔ مگر پہلے ان چیزوں کو نکلوالیتا ہے جو انسان کے پاس ہوتی ہیں۔

میں اس بات کو مانتا ہوں اور سب سے زیادہ مانتا ہوں کہ دعا سے کام ہوتا ہے لیکن قبولیت دعا کے لئے یہ ضروری ہے کہ خود انسان پہلے محنت کرے اس کے بعد دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی کمی کو پورا کردیا جاتا ہے جب تک یہ نہ ہو کوئی کام نہیں ہوسکتا۔

ہم چاہتے ہیں کہ اسلام دنیا میں پھیل جائے اور صداقت پر لوگ جمع ہوجائیں لیکن اگر اس لڑائی کے لئے جن ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم ان کو مہیا نہ کریں۔ کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں بہرحال ہمیں وہ ہتھیار اور سامان مہیا کرنے چاہئیں۔ خواہ وہ دشمن کے مقابلہ میں کتنے ہی تھوڑے کیوں نہ ہوں اور اپنی ساری قوت اور طاقت اس کے لئے صرف کردینی چاہئے۔ جب ہم ایسا کریں گے تو خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہمارے لئے نازل ہوگی۔ اور ہم ہر میدان میں فتح یاب ہوں گے۔

مجھے ایک واقعہ یاد کر کے حیرت کے ساتھ ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے۔ جب روس نے بخارا پر فوج کشی کی تو امیر بخارا نے علما و عمائدین کو جمع کیا اور پوچھا اس وقت کیا کرنا چاہئے؟ روس کی طرف سے یہ یہ شرائط پیش کی گئی ہیں اور یہ مفید ہیں۔ ان سے صلح کر لینی چاہئے۔ کیونکہ روسیوں کی تعداد زیادہ اور ان کے پاس سامانِ جنگ بہت ہے ہم ان کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔ علما نے جو آج کل کے مولویوں ہی کی طرح کے ہوں گے۔ اس کی مخالفت کی۔ اور مقابلہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ صلح کا پیغام مسترد کردیا گیا۔ اور تیاریاں شروع ہوگئیں۔ علما اور ان کے توابع جمع ہو گئے۔ تلواریں اور نیزے اور بھالے اٹھا لئے اور قرآن کریم کی آیتوں کو بطور منتر پڑھتے ہوئے روسیوں کے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلے۔ مگر جب ان کے جواب میں روسی فوج نے گولہ باری شروع کی۔ تو علما سحر۔ سحر۔ جادو ہے۔ جادو ہے۔ کہتے ہوئے پیچھے کو بھاگے۔ اس کے بعد روس نے بخارا کے ساتھ وہی سلوک کیا جو فتح یاب دشمن کرتا ہے۔ یہ کس بات کا نتیجہ تھا۔ اسی کا کہ انہوں نے جنگ کا سامان مہیا کرنے کی طرف توجہ نہ کی۔

اسی طرح آج بھی اگر کوئی نادان یہ سمجھے کہ یوں ہی کام ہوجائے گا۔ تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔ اس زمانہ کو خدا نے اشاعت ہدایت کا زمانہ قرار دیا ہے اور یہ زمانہ دلائل کا زمانہ ہے۔ تلوار کا نہیں آج جو جہاد ہوتا ہے۔ وہ تقریر اور تحریر سے کیا جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں جو شخص تلوار چلانا نہیں سیکھتا تھا۔ وہ قومی مجرم تھا۔ کیونکہ وہ زمانہ تلوار سے جہاد کرنے کا تھا۔ اور آج جو شخص تقریر اور تحریر میں مشق بہم نہیں پہنچاتا۔ وہ بھی مجرم ہے۔ آج جو شخص اپنی زبان اور اپنے قلم کو تیز نہیں کرتا تو وہ اس زمانہ کی جنگ کے لئے گویا نہ

تلوار کو تیز کرتا ہے نہ اس کو استعمال کرنا سیکھتا ہے۔اس لئے اگر اس کے دل میں اشاعتِ اسلام کی خواہش اور تمنا ہے۔ تو یہ سچی تمنا نہیں۔ بلکہ جھوٹی ہے۔کیونکہ جو شخص دشمن پر فتح پانے کے لئے جاتا ہے۔ وہ نہتا نہیں جایا کرتا۔ بلکہ جس قدر اس سے ممکن ہوتا ہے۔لڑائی کا سامان لے کر جاتا ہے۔اسی طرح اس جنگ کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ جو اس میں کامیابی حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔وہ ان سامانوں کو مہیا کرے۔جو اس میں فتح پانے کے لئے ضروری ہیں۔ اور اس کے بعد خدا کی نصرت کا امیدوار رہے۔قرآن کریم میں مقابلہ کے لئے تیاری نہ کرنے والوں کو منافق قرار دیا گیا ہے کہ:

وَ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً

(سورۃ التوبہ 9: 46)

اگر ارادہ کرتے مخالف کے مقابلہ میں نکلنے کا تو یقیناً اس کے لئے پہلے سے کچھ سامان بھی تیار کرتے۔

چونکہ وہ تیاری نہیں کرتے۔اس لئے معلوم ہوا کہ ان کا ارادہ ہی نہیں ہوتا۔اور جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ صرف ان کی زبانی باتیں ہوتی ہیں۔جو قوم پہلے سے تیار نہیں ہوتی۔ وہ وقت پر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ یہ زمانہ دلائل اور براہین سے اشاعت اسلام کرنے کا ہے۔اس لئے اگر ہماری جماعت تقریر کرنے اور لکھنے کی مشق نہیں کرتی۔تو پھر اشاعت اسلام کے میدان میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔گو میں نے بار بار مختلف اوقات میں ادھر توجہ دلائی ہے۔مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔جماعت کے احباب چندہ دینے میں چست ہیں گو کوئی لوگ چندے میں بھی سستی کرتے ہیں۔مگر عموماً چندوں میں سست نہیں لیکن میں دیکھتا ہوں۔جماعت کی اس طرف توجہ کم ہے کہ جو قلم چلانا جانتے ہیں یا چلا سکتے ہیں وہ قلم سے کام لیں یا جو تقریر کر سکتے ہیں یا تقریر کرنا سیکھ سکتے ہیں۔ وہ زبان سے کام لیں۔رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ عالم جو موقع پر حق نہ کہے۔شیطان اخرس یعنی گونگا شیطان ہے۔اول تو شیطان ہی کیا کم تھا۔اخرس فرما کر بتایا کہ وہ شیطانوں میں سے بھی ذلیل درجہ کا شیطان ہے،کیونکہ شیطان اپنی شیطانی باتیں تو پھیلاتا ہے۔مگر وہ حق بیان کرنیکی بھی جرات نہیں کرتا۔میرے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کیا زجر ہو سکتی ہے۔جو ایسے لوگوں کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمائی ہے۔جو حق کو بیان کرنے کی طاقت رکھتے ہوئے خاموش رہیں۔مگر بہت ہیں جو حق کے کہنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔اور نہ حق کو بیان کرنے کی قابلیت پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

میں احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس سستی کو چھوڑیں خدا تعالیٰ نے ہر ایک شخص کو زبان دی ہے اس سے وہ حق پھیلانے کا کام لے اور جو لکھنا جانتے ہیں۔وہ زبان اور قلم سے کام لیں۔جن کو قلم سے کام لینا نہیں آتا۔وہ سیکھ لیں۔وہ کون سا کام ہے۔جو کوشش کے بعد نہیں آ سکتا۔مگر میں دیکھتا ہوں کہ جو قلم سے کام لے سکتے ہیں وہ بھی نہیں لیتے۔

میں نے پہلے بھی اس طرف توجہ دلائی تھی اور اب بھی توجہ دلاتا ہوں۔گو پہلی دفعہ کا تو کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا مگر اب کے امید رکھتا ہوں کہ میرا کہنا رائیگاں نہ جائے گا اور ہماری جماعت کے اہلِ قلم اس طرف توجہ کریں گے۔ میں سلسلہ کے اخبارات باقاعدہ پڑھتا ہوں اور یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اتنی بڑی جماعت کے جو اخبار اور رسالے نکلتے ہیں۔ان میں مضامین لکھنے والے صرف دو تین ہوتے ہیں۔ باقی لوگوں نے مضامین لکھنا صرف ایڈیٹروں کا فرض سمجھ رکھا ہے۔اور اپنے آپ کو اس سے آزاد سمجھتے ہیں۔یہ نہایت ہی افسوسناک بات ہے میں اپنی جماعت کے علما کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔اور ہماری جماعت کے علما قادیان ہی میں نہیں باہر بھی ہیں۔قادیان والے بھی تحریر میں سست ہیں۔انہیں خصوصیت سے سستی کو دور کرنا چاہئے۔پھر علما سے مراد ظاہری علوم رکھنے والے ہی نہیں۔بلکہ وہ بھی ہیں جو دینی علما ہیں۔اور خشیۃ اللہ رکھتے ہیں اب یا تو اخباروں میں ایڈیٹر مضمون لکھتے ہیں۔یا وہ چند طالبِ علم جو اپنا قلم صاف کر رہے ہیں اور مشق کر رہے ہوتے ہیں اور وہ لوگ جن کو مضمون لکھنے کی مشق ہے۔یا تھوڑی مشق سے اچھا لکھنے اور بولنے والے ہو سکتے ہیں۔خاموش ہیں۔

میں نصیحت کرتا ہوں کہ بولنے اور لکھنے کی طرف توجہ کرو۔مگر اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہر شخص جو کچھ لکھے وہ ضرور چھپ جائے۔کئی لوگ میرے پاس شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے مضمون بھیجا تھا۔مگر ایڈیٹر نے درج (شائع۔ناقل) نہیں کیا۔میں کہتا ہوں ایڈیٹر اسی لئے رکھا جاتا ہے کہ مضمون کو درج (شائع۔ناقل) کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرے اور دیکھے کہ کون سا مضمون درج (شائع۔ناقل) ہونے کے قابل ہے اور کون سا نہیں۔یہ اس کا فرض ہے۔اسے کرنے دو۔اور اس کی جگہ نہ چھینو۔اگر ایسا ہو کہ جو کچھ کوئی لکھے وہ ضرور چھپ جائے۔تو پھر ایڈیٹر رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ایک پوسٹ بکس لگا دیا جاتا۔جو کچھ کوئی اس میں ڈالتا وہ کاتب نکال کر لکھ دیتا اور اس طرح اخبار تیار ہو کر شائع ہو جاتا۔

پس ضروری نہیں کہ ہر ایک مضمون جو لکھا جائے وہ ضرور اخبار میں درج (شائع۔ناقل) ہو جائے۔ایڈیٹر جس کو بھی مناسب سمجھے گا۔شائع کرے گا۔لیکن ہر ایک کو چاہئے مضمون نویسی کی مشق ضرور کرے۔اور کوشش کرے کہ اس کا مضمون اخبار میں درج (شائع۔ناقل) ہونے کے قابل ہو جب وہ اس قابل ہو گا۔تو ایڈیٹر کیوں نہ درج (شائع۔ناقل) کرے گا۔

لیکن مشق کے لئے مضمون کا اخبار میں چھپنا ضروری نہیں بلکہ تم اپنے احباب اور دوستوں کو خطوط لکھ کر لکھنے کی مشق کرو۔ایڈیٹر اگر تمہارے مضمون کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتا ہے۔تو تمہارے دوست ایسا نہیں کریں گے۔ بلکہ وہ شوق سے تمہارے مضامین کو پڑھیں گے۔لیکن میں کہتا ہوں سب ایسے نہیں کہ ان کے مضامین ناقابل اندراج (اشاعت۔ناقل) ہوں بلکہ ہماری جماعت میں سینکڑوں مضمون نویس ہوں گے یا ہو سکتے ہیں کہ جن کے مضامین کو فخر سے ایڈیٹر اپنے اخبار یا رسالہ میں درج (شائع۔ناقل) کریں گے۔

اسی طرح لیکچروں کے متعلق بولنے کی مشق کی جائے۔علاوہ لیکچر کے ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ مجالس میں بیٹھ کر مذہبی گفتگو کی جائے مگر میں دیکھتا ہوں۔وہ لوگ جو اس طرح مجالس میں باتوں میں دین کی خدمت کر سکتے ہیں۔وہ بجائے مذہبی باتوں کے عام دنیوی امور کے متعلق گفتگو کرتے رہتے ہیں۔حالانکہ اگر مجالس میں تبلیغ کرنے کی کوشش کریں۔تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔پس میں جماعت کے تمام اصحاب کو کہتا ہوں جو بول سکتے ہیں وہ بولنے اور جو لکھ سکتے ہیں۔وہ لکھنے کی طرف زیادہ توجہ کر کے دین کی خدمت میں مشغول ہوں۔

میں امید کرتا ہوں کہ آج کی نصیحت کارگر ہو گی ہماری جماعت کو تحریر اور تقریر کے میدان میں ترقی کرنے کی نہایت ضرورت ہے۔ہر ایک احمدی کو قلم اور زبان چلانے کی مشق کرنی چاہئے جو شخص مشق کر کے زبان اور قلم سے دین کی خدمت میں کام لے گا۔وہ فتح کو قریب لائے گا۔ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ مفید سامانِ اشاعت سے کام لے۔تاکہ خدا کی عظمت و جلال ظاہر ہو۔اور دینِ حق کی صداقت روشن ہو اور باطل پیٹھ دکھا کر بھاگ جائے۔اللھم آمین‘‘

(خطباتِ محمودؓ۔جلد 8،صفحہ 299-291)

توبہ واستغفار: گناہوں سے بچنے اور ان کی بخشش کا ذریعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ بخدا میں اللہ تعالیٰ سے دن میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

مکرم ہبۃ الکلیم صاحب، اوفا، رشیا

استغفار کے معنی جہاں اپنے کئے ہوئے گناہوں کی خدا تعالیٰ کے حضور بخشش مانگنا ہے وہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے یہ نکتہ بھی بیان فرمایا ہے کہ استغفار کا ایک مطلب اللہ تعالیٰ سے حفاظت طلب کرنا اور یہ دعائیں مانگنا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی بشری کمزوریوں کو ڈھانپ لے۔ اس لحاظ سے استغفار بھی دعا ہی ہے اور جب انسان اپنے گناہوں سے، اپنی کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے دعا کرتا ہے تو ایک رقت اور جوش پیدا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ دل میں ایک درد پیدا ہوتا ہے۔ صرف اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کے الفاظ کا ورد کرنے اور توجہ اللہ تعالیٰ کی بجائے کہیں اور رہنے سے اس کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا۔

توبہ اور استغفار کے بغیر معرفتِ الٰہی اور رضائے الٰہی کا حصول ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کا ذریعہ توبہ و استغفار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر اپنے بندوں کو کثرت سے توبہ کرنے اور استغفار کرنے کی نصیحت فرمائی ہے تا کہ انسان شیطان کے ناپاک حملوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی حفاظت میں آ جائے اور آئندہ ان تمام گناہوں سے توبہ کر لے جن میں وہ کبھی مبتلا رہا ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ○

(سورۃ الانفال 34:8)

اور اللہ تعالیٰ ان کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دے گا جب وہ استغفار کر رہے ہوں گے۔

سورۃ ھود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ ○ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی (سورۃ ھود 11:3-4)

کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں یقیناً تمہارے لئے اس کی طرف سے ایک نذیر اور ایک بشیر ہوں۔ نیز یہ کہ تم اپنے رب سے استغفار کرو پھر اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تو تمہیں وہ ایک مقررہ مدت تک بہترین سامانِ معیشت عطا کرے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہمہ وقت استغفار کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر تنگی کے وقت اس کے نکلنے کے لئے راہ پیدا کر دیتا ہے اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اسے اس راہ سے رزق عطا فرماتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہ کر سکے۔

(سنن ابوداؤد۔ کتاب الوتر، باب فی الاستغفار)

پھر ایک اور روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تم اس شخص کی خوشی کے بارہ میں کیا کہتے ہو جس کی اونٹنی بے آب وگیاہ جنگل میں گم ہو جائے اور اس اونٹنی پر اس کے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو وہ اس کو اتنا ڈھونڈے وہ اس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک جائے اور پھر کسی درخت کے تنے کے پاس سے گزرے اور دیکھے کہ اس کی اونٹنی کی لگام کسی درخت کی جڑوں سے اٹکی ہوئی ہے۔ تو صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ شخص تو بہت خوش ہو گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اپنی گمشدہ اونٹنی مل جائے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الدعوات، باب التوبہ)

خدا تعالیٰ سے سچی محبت اور دردمندانہ التجاؤں کو دربارِ الٰہی میں پیش کرنے کی سعادت ہمیں سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کی ذاتِ مبارک سے ملتی ہے۔ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپؐ کے متعلق فرمایا تھا۔

لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ

(سورۃ الفتح 3:48)

یعنی تا کہ اللہ تجھے تیری ہر سابقہ اور ہر آئندہ ہونے والی لغزش بخش دے۔

لیکن پھر بھی آپؐ خدا تعالیٰ کے حضور جھکے رہتے اور خدا تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے رہتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ بخدا میں اللہ تعالیٰ سے دن میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ توبہ و استغفار کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الدعوات۔ باب استغفار النبیؐ فی الیوم واللیل)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

(رسالہ قشیری، باب التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں یہ خوشخبری بھی دی، فرمایا کہ میرے بندوں کو بتا دو کہ اگر میرا بندہ میری طرف ایک قدم چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دو قدم چل کر آتا ہوں۔ اگر میرا بندہ تیز چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر آتا ہوں۔

(صحیح بخاری. کتاب التوحید ،باب یحذر کم اللہ نفسہ۔ حدیث 7405)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’استغفار ایک عربی لفظ ہے اس کے معنی ہیں طلبِ مغفرت کرنا کہ یا الٰہی ہم سے پہلے جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں ان کے بدنتائج سے ہمیں بچا کیونکہ گناہ ایک زہر ہے اور اس کا اثر بھی لازمی ہے اور آئندہ ایسی حفاظت کر کہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں۔ صرف زبانی تکرار سے مطلب حاصل نہیں ہوتا۔...

پس چاہئے کہ توبہ استغفار منتر جنتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ ان کے مفہوم اور معانی کو مدنظر رکھ کر تڑپ اور سچی پیاس سے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو۔‘‘

(ملفوظات۔ جلد پنجم، صفحہ 608۔ ایڈیشن 1988ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''استغفار کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ سے اپنے گزشتہ جرائم اور معاصی کی سزا سے حفاظت چاہنا۔ اور آئندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے حفاظت مانگنا۔ استغفار انبیا بھی کیا کرتے تھے اور عوام بھی۔'' (ملفوظات۔ جلد پنجم، صفحہ 607۔ ایڈیشن 1988ء)

استغفار کا حکم ایک ایسا حکم ہے جو خدا تعالیٰ نے خود بھی مومنوں کو دیا اور اپنے انبیائے کرام کے ذریعہ بھی کہلوایا۔ خدا تعالیٰ نے انبیاء کو توجہ دلائی کہ کثرت سے خود بھی استغفار کریں اور مومنوں کو بھی استغفار کی توجہ دلائیں۔

انسان کی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ غلطیوں اور کوتاہیوں کی طرف بہت جلد راغب ہو جاتا ہے۔ انسان بشر ہے، کمزوریاں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ شیطان ہر وقت تاک میں رہتا ہے۔ انسان کی جب روحانی حالت کمزور ہوتی ہے تو شیطان فوراً حملہ کر دیتا ہے۔ شیطان سے انسان اسی وقت بچ سکتا ہے جب وہ مسلسل استغفار کرتا رہے۔ پس استغفار انسان کو آئندہ گناہوں سے بھی بچائے رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک شخص نے اپنی مشکلات کے لئے عرض کی تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

''استغفار کثرت سے پڑھا کرو اور نمازوں میں یا حی یا قیوم استغیث برحمتک یا ارحم الراحمین پڑھو۔ پھر اس نے عرض کی کہ استغفار کتنی مرتبہ پڑھوں؟ فرمایا: کوئی تعداد نہیں۔ کثرت سے پڑھو یہاں تک کہ ذوق پیدا ہو جائے اور استغفار کو منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ سمجھ کر پڑھو، خواہ اپنی زبان میں ہی ہو۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! مجھے گناہوں کے برے نتیجوں سے محفوظ رکھ اور آئندہ گناہوں سے بچا۔''

(ملفوظات۔ جلد 4، صفحہ 250۔ ایڈیشن 1988ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

''تم خدا سے صلح کر لو وہ نہایت درجہ کریم ہے۔ ایک دم کی گداز کرنے والی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے۔ اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی۔ یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ ہمیشہ فضل بچاتا ہے، نہ اعمال۔ اے خدائے کریم و رحیم! ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔'' (لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 174)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''اگر تم اللہ تعالیٰ سے یگانگت پیدا کرنا چاہتے ہو اور تمہارے رستہ میں ایسی رکاوٹیں ہیں کہ جن کی وجہ سے خدا تک پہنچنا تمہارے لئے ناممکن ہو گیا ہے تو ان کو دور کرنے کا یہ طریق ہے کہ پہلے تم اپنے رب سے غفران (یعنی بخشش) مانگو۔ یعنی گناہوں کی وجہ سے جو تمہارے دلوں پر زنگ لگ گئے ہیں اور وہ خدا تک تمہیں نہیں پہنچنے دیتے ان کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی اعانت طلب کرو اور اس سے دعائیں کرو کہ وہ تمہارے زنگوں کو دور کر دے۔''

(تفسیر کبیر۔ جلد 3، صفحہ 144)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''استغفار تو ہر وقت ہی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جن کو توفیق دیتا ہے اور سمجھ عطا کرتا ہے وہ کوئی وقت بھی بغیر استغفار کے نہیں رہتے۔ بہت سی چیزوں کا انحصار عادت پر بھی ہوتا ہے اب ہم میں سے بہت سے گھروں سے نکلتے ہیں۔ سودا لینے کے لئے بازار جاتے ہیں۔ ہم اِدھر اُدھر کے پراگندہ خیالات ذہن میں رکھ کر بھی یہ فاصلہ طے کر سکتے ہیں اور ہم استغفار کرتے ہوئے بھی وہی فاصلہ طے کر سکتے ہیں۔ ایک سیکنڈ بھی زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ لیکن ایک صورت میں ہم نے اپنا وقت ضائع کر دیا اور دوسری صورت میں ہم نے اپنے وقت کا صحیح استعمال کیا۔ تو یہ عادت ڈالنی چاہئے ہم میں سے ہر ایک کو کہ استغفار کو اپنا شعار بنائے خالی لفظ نہ ہوں جو اس کے منہ سے نکل رہے ہوں۔ بلکہ استغفر اللہ کے ساتھ اس کا یہ احساس بھی پوری شدت کے ساتھ بیدار ہو۔''

(خطباتِ ناصرؒ۔ جلد اول، صفحہ 964)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 20 مئی 2005ء میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کے مقصدِ پیدائش کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ دنیا اور اس کے کھیل کود اور اس کی چکا چوند تمہیں تمہارے اس دنیا میں آنے کے مقصد سے غافل نہ کر دے بلکہ ہر وقت تمہارے پیش نظر یہ رہنا چاہئے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنا ہے، اس کی عبادت کرنی ہے۔ اگر یہ مقصد تمہارے پیش نظر رہے تو یاد رکھو یہ دنیا خود بخود تمہاری غلام بن جائے گی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس دنیا میں جہاں بھی ہم نظر ڈالتے ہیں شیطان بازو پھیلائے کھڑا ہے۔ اس کے حملے اور اس کے لالچ اس قدر شدید ہیں کہ سمجھ نہیں آتی ان سے کیسے بچا جائے۔ ہر کونے پر، ہر سڑک پر، ہر محلے میں، ہر شہر میں شیطانی چرخے کام کر رہے ہیں۔ اور سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو ان شیطانی حملوں سے بچنا مشکل ہے۔ جدھر دیکھو کوئی نہ کوئی بلا منہ پھاڑے کھڑی ہے۔ دنیا کی چیزوں کی اتنی اٹریکشن (Attraction) ہے، وہ اتنی زیادہ اپنی طرف کھینچتی ہیں اور سمجھ نہیں آتی کہ انسان کس طرح اپنے مقصد پیدائش کو سمجھے اور اس کی عبادت کرے۔ لیکن ہم پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص احسان ہے کہ اس نے خود ہی ان چیزوں سے بچنے کے لئے راستہ دکھا دیا ہے کہ مستقل مزاجی اور مضبوط ارادے کے ساتھ استغفار کرو تو شیطان جتنی بار بھی حملہ کرے گا، منہ کی کھائے گا اور اس کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو گی۔'' (خطباتِ مسرور، جلد 3، صفحہ 301-302)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 14 مئی 2005ء میں فرمایا:

''اپنے اندر پاکیزگی کے بیج کی پرورش کے لئے بہت زیادہ کوشش اور استغفار کی ضرورت ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرے اور دل صاف کرے اور اس طرح ہمیں اپنے دل کی زمین کو تیار کرنا ہو گا اور اس میں اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے نیکی کے بیج کی پرورش کرنی ہو گی جس طرح ایک زمیندار جب اپنی فصل کے لئے بیج کھیت میں ڈالتا ہے تو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھنے کے لئے وہ بعض دفعہ بیج ڈالنے سے پہلے ایسے طریقے اختیار کرتا ہے جو جڑی بوٹیوں کو اگنے میں مدد دیتے ہیں، تاکہ جو بھی جڑی بوٹیاں ہیں وہ ظاہر ہو جائیں۔ اور جب وہ ظاہر ہو جائیں تو ان کو تلف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اسی طرح ہمیں بھی اپنے گناہوں کی جڑی بوٹیوں کے بیج کو بھی ظاہر کرنا پھر اس کو تلف کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے، اپنے گناہوں پر نظر رکھنی چاہئے۔ تاکہ نیکی کا بیج صحیح طور پر نشوونما پا سکے۔ جب نیکی کا بیج پھوٹتا ہے، بڑھنا شروع ہوتا ہے تو اس کی پھر اس طرح ہی مثال ہے کہ پھر شیطان بعض حملے کرتا ہے کیونکہ وہ بھی اپنی برائیوں کے بیج پھینک رہا ہوتا ہے یا کچھ نہ کچھ بیج برائی کا بھی دل میں رہ جاتا ہے تو جس طرح فصل لگانے کے بعد زمیندار دیکھتا ہے کہ بعض دفعہ فصل کے ساتھ بھی دوبارہ جڑی بوٹیاں اگنی شروع ہو جاتی ہیں تو پھر زمیندار کئی طریقے استعمال کرتا ہے۔ بوٹی مار دوائیاں پھینکتا ہے یا گوڈی کرتا ہے، زمین صاف کرتا ہے تاکہ ان بوٹیوں کو تلف کیا جائے تو اس طرح انسان کو بھی اپنے اندر نیکی کے بیج کو خالص ہو کر بڑھنے اور پنپنے کا ماحول میسر کرنے کے لئے استغفار کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے اس کی پرورش کی کوشش کرتے رہنا چاہئے تو جب اس طریق سے اپنے اندر نیکیوں کے بیج کو ہم پروان چڑھائیں گے اور پروان چڑھانے کی کوشش کریں گے۔

(باقی صفحہ 24)

جماعت احمدیہ کا مایہ ناز تعلیمی ادارہ تعلیم الاسلام کالج

چند یادیں اور چند باتیں

مکرم پروفیسر مبارک احمد انصاری صاحب، ٹرانٹو

مکرم پروفیسر مبارک احمد انصاری صاحب ہمارے بزرگ اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ بلکہ ہمارے استادوں کے استاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نوے کی دہائی کے مزے لُوٹ رہے ہیں۔ اوراس پیرانہ سالی میں بھی صحت مند ہیں، باجماعت نماز ادا کرتے ہیں اور حافظہ بھی بلا کا ہے۔ دامے، درمے، قدمے، سخنے !! جماعت کی خدمت بجالا رہے ہیں۔ احمدیہ گزٹ کینیڈا کے لئے ان کا وجود باعثِ رحمت ہے۔ پروف ریڈنگ میں بڑی مدد کرتے ہیں۔ ان کی صحت وسلامتی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

تعلیم الاسلام کالج اولڈسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کینیڈا نے احمدیہ ابوڈ آف پیس ٹرانٹو میں گزشتہ سال 2019ء کو31دسمبر آخری شام کوالوداع کرتے ہوئے چوہدری محمد علی صاحب کی یاد میں ایک خوبصورت مذاکرہ اورخوب صورت مشاعرہ کا اہتمام کیا۔ جس میں مکرم پروفیسر مبارک احمد انصاری صاحب نے اپنی یادوں کے دریچوں کو وا کرتے ہوئے تعلیم الاسلام کالج کے ابتدائی اساتذہ کرام کا مختصراً مگر جامع ذکر کیا ہے۔ جن سے تعلیم الاسلام کالج کے بعد کے طلبا شاید واقف ہی نہیں۔

مکرم پروفیسر انصاری صاحب کا مضمون افادہ ٔعام کے لئے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

تعلیم الاسلام کالج قادیان پہلی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں 1905ء میں قائم ہوا لیکن یونیورسٹی کے قواعد پورا نہ کرنے کی وجہ سے بند کرنا پڑا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کچھ عمارات تعمیر کی گئیں تھیں۔ ان عمارات میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت جو اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کے نقشہ کے عین مطابق تعمیر ہوئی۔ اس کے بورڈنگ ہاؤس کی عالیشان عمارت اور مسجد نور بھی اسی وقت تعمیر کی گئیں تھیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ حضورؓ نے یہ تین عمارتیں تعمیر کرنے کے لئے کہا کہ ان کی تعمیر پر کم از کم ایک لاکھ روپیہ جو اس زمانے میں بہت بڑی رقم تھی، ضرور خرچ کیا جائے۔ ان سب عمارتوں میں استعمال ہونے والی اینٹیں عمدہ قسم کی استعمال کی گئیں اور چنائی میں بجائے اینٹوں کو توڑ کر لگانے کے اینٹوں کے عام سائز کے چھوٹے ٹکڑے بھی تیار کرائے گئے جس سے عمارتوں کے حسن میں بھی اضافہ ہوگیا۔ اور چنائی بھی آسان ہوگئی۔ اور چنائی چونہ اور سرخی (اینٹوں کو پیس کر پاؤڈر) سے تیار مصالحہ سے کی گئی جب1944ء میں کالج کھولا گیا تو سکول کو اور جگہ منتقل کر دیا گیا اور کالج کو سکول کی اس عمارت میں کھولا گیا۔

دوسری دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں قادیان میں دوبارہ اس کا1944ء میں اجرا کیا گیا۔

تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل مکرم حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ ایم اے آکسن مقرر ہوئے۔ ابتدا میں آپ معاشیات (Economics) کا مضمون پڑھاتے رہے۔ بعد میں بی اے کی کلاسیں شروع ہونے پر سیاسیات (Political Science) پڑھانی شروع کی جو آپ اپنے دفتر میں ہی لیتے تھے۔

انگریزی

اس کے لئے دو نام تجویز تھے۔ ایک تو محترم ملک غلام فرید صاحب ایم اے کا اور دوسرے اس وقت کے ہیڈ ماسٹر محترم اخوند محمد عبدالقادر صاحب ایم۔ اے۔ بی ٹی کا، جن میں سے موخر الذکر کو چنا گیا۔

محترم اخوند صاحب ابتدائی عمر میں بہت مشکلات کا شکار رہے۔ اس زمانہ میں یونیورسٹی کے قوانین کی رو سے اضافی امتحان (Compartment) نہ ہوتی تھی۔ اور نہ ہی بہتر نمبر حاصل کرنے (Divison Imporve) کے لئے امتحان دوبارہ دیا جاسکتا تھا۔ اگر کل مضامین کے نمبروں میں کوئی طالب علم پاس ہے تو اسے پاس کر دیا جاتا ورنہ وہ فیل شمار ہوتا۔ امتحان کے دوران اخوند صاحب بیمار ہو گئے اور ان کے دو پرچے رہ گئے، مگر ان کے کل مضمونوں کے نمبروں کے لحاظ سے انہیں تھرڈ ڈویژن میں پاس کر دیا گیا۔ انہوں نے بی ٹی کا امتحان دیا تو وہ پورے طلبا میں اول آئے۔

یہاں سے ان کی زندگی میں مشکلات کا آغاز ہوا۔ ابتدا میں ایک عارضی ملازمت ایمرسن کالج ملتان میں انگریزی کے ایک پروفیسر کے چھٹی پر جانے کی وجہ سے ملی لیکن اس کے چھٹی سے واپس آنے پر وہ بھی ختم ہوگئی۔ طلبا نے پرنسپل سے اخوند صاحب کی بہت سفارش کی کہ ہمیں ایسا استاد چاہئے مگر کچھ نہ ہوسکا۔ اس وقت اخوند صاحب کا نام غلام حسین ہوتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ بدل کر عبدالقادر رکھا۔ پھر حضورؓ کی کوششوں سے ان کے افریقہ جانے کا انتظام کر دیا گیا۔ وہاں سے جب چند سال بعد ان کی ہندوستان واپسی ہوئی تو ان کو پہلے تو تعلیم الاسلام ہائی سکول کا سیکنڈ ماسٹر اور بعد میں ہیڈ ماسٹر بنا دیا گیا اور کالج کھلنے پر ان کو اس میں انگریزی کا استاد لگایا گیا۔

1945ء میں سید فضل احمد صاحب، (آئی۔ جی۔ پولیس) جن کا تعلق بہار سے تھا، وہ بھی شعبہ انگریزی سے منسلک ہوگئے اور وہ ہمارے استاد ہوئے۔ اخوند صاحب کتابیں پڑھاتے تھے اور سید فضل احمد صاحب کمپوزیشن (Composition)۔ یہ دونوں استاد اپنے اپنے کام میں ماہر تھے۔ برصغیر کی تقسیم سے پہلے سید فضل احمد صاحب انڈین پولیس سروس میں چلے گئے۔ مجھے 1989ء میں جماعت کی صدسالہ جوبلی کے موقع پر جلسہ سالانہ برطانیہ کے ایام میں سید فضل احمد صاحب سے ملاقات کا موقع ملا۔ ان دنوں وہ انڈین پولیس کی ملازمت سے سبک دوش ہو چکے تھے اور جماعت احمدیہ دہلی میں دارالضیافت کی تعمیر کی ذمہ داری نباہ رہے تھے۔

فلاسفی

چوہدری محمد علی صاحب اس شعبہ کے انچارج تھے اور کالج کے بنیادی اساتذہ میں سے تھے۔ ان کے حالات سے تو اکثر احباب واقف ہوں گے کیونکہ ایم ٹی اے پر ان کے بہت پروگرام آئے ہیں جن سے اتنی معلومات حاصل ہوئی ہیں جو میں بھی پہلے نہیں جانتا تھا تاہم میری کوشش ہوگی کہ ان کے ان حالات سے پردہ اٹھاؤں جن سے اکثر احباب واقف نہیں۔

جب 1945ء میں داخل ہوا تو میرے ٹیوٹوریل گروپ (Tutorial Group) کے انچارج محترم چوہدری محمد علی صاحب تھے۔ وہ اپنے شاگردوں کی انگریزی درست کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے چھٹی کی ضرورت پڑی، موقع ایسا تھا کہ میری والدہ حیدرآباد دکن سے آرہی تھیں اور مجھے ان کو امرتسر لینے جانا تھا میں نے درخواست پیش کی جس میں وجہ یہ لکھی To fetch my mother چوہدری صاحب نے فرمایا کہ لفظ Fetch بے جان چیزوں کے لئے آتا ہے جاندار چیزوں کے لئے Bring کا لفظ آتا ہے اس کے بعد میں نے کبھی ایسی غلطی نہیں کی۔

اکثر اداروں میں جہاں بھی وہ گئے ہیں انہوں نے انگریزی پڑھائی ہے مثلاً جامعہ احمدیہ ربوہ، ایف سی کالج لاہور وغیرہ، آپ کی انگریزی نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی اس لئے جماعت کی حکومت کے اعلیٰ اداروں میں خط وکتابت اور بعض دیگر امور کے لئے اکثر ان کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں۔ جس کے لئے انہیں پورا سکون چاہئے ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ نے اس غرض کے لئے ایک طریق اختیار کیا ہوا تھا کہ آپ ایک پلنگ پر تشریف لے جاتے جس کا نام انہوں نے لاہور رکھا ہوا تھا اور ملازم سے کہا ہوا تھا کہ کوئی بھی مجھے ملنے آئے اسے کہہ دیں کہ چوہدری صاحب لاہور گئے ہوئے ہیں۔ اس طرح انہیں سکون سے کام کرنے کا موقعہ مل جاتا تھا۔ میں ایک دفعہ جب ان کی رہائش گاہ پر گیا تو وہاں میں نے ایک عجیب ساخت کا پلنگ دیکھا اور اس پر حیرت کا اظہار کیا تو فرمایا کہ یہی تو لاہور ہے۔

بہت اعلیٰ درجے کے شاعر تھے۔ کالج کے زمانہ میں ہائیکنگ (Hiking) کے شعبہ کے انچارج رہے۔ تقسیم ملک سے قبل موجودہ ہماچل پردیش کے ایک مقام پانگی میں طالب علموں کو لے کر گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس میں گئے گو کہ وہ اس کالج کے طالب علم نہ تھے۔ پاکستان میں شائد ہی کوئی ایسا قابلِ دید مقام ہو جہاں وہ طلباء کے ساتھ نہ گئے ہوں۔ کالج کی کھیلوں کے ساتھ بھی بہت تعلق رہا۔ کشتی رانی روئنگ (Rowing) اور باسکٹ بال کے بھی انچارج رہے۔ کالج میں بطور Optional subject ایک 50 نمبر کا مضمون I.A.T.C. (Indian Army Training Course) کا بھی تھا جس کی ٹریننگ لینے کے لئے سکندر آباد دکن بھی تشریف لے گئے۔ گورنمنٹ آف انڈیا سے ایک فائٹر طیارہ Spitfire بھی حاصل کیا جو غالباً اب بھی کالج کے پچھواڑے میں ایک چبوترہ پر نصب ہے۔

کالج کے ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ بھی آپ تھے۔ قادیان میں بطور ہوسٹل جو عمارت بنی اس میں مولوی محمد علی صاحب ایم اے رہا کرتے تھے۔ اسی عمارت میں جامعہ احمدیہ قادیان بھی رہا ہے۔ اس کی مین بلڈنگ پختہ میں ہوسٹل کا دفتر اور سپرنٹنڈنٹ صاحب کا آفس اور رہائش بھی تھی۔ نیا ہوسٹل کچی اینٹوں سے تعمیر ہوا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہوسٹل کے افتتاح پر کچھ اس طرح ذکر کیا کہ:

1۔ اس میں رہنے والے دونوں اشخاص کا نام محمد علی ہے۔

2۔ دونوں ایم اے ہیں۔

3۔ دونوں کا تعلق جالندھر کے ضلع سے ہے۔

4۔ ایک کا قول یہ تھا کہ ہمارے بعد یہاں اُلّو بولیں گے اور دوسرے کا عزم یہ کہ یہاں سے وہ لوگ پیدا ہوں گے جو اسلام اور احمدیت کے وارث ہوں گے اور اس کی خدمت کریں گے۔

5۔ اور غالباً یہ بھی کہ دونوں کا تعلق ارائیں قوم سے ہے۔

بعد میں میرے دریافت کرنے پر یہ بھی بتایا کہ ان کا ذاتی تعلق فیروزپور کے ضلع سے ہے اور حضورؓ کو شاید اس معاملہ کا علم نہیں تھا۔

چوہدری صاحب کا ذاتی کھانا ہوسٹل میں تیار ہوتا تھا۔ اور اس میں ہر روز قیمہ ہی پکتا تھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ ہر روز قیمہ کھا کر وہ تنگ تو نہیں آجاتے۔ انہوں نے فرمایا میں بچپن سے ہی گوشت نہیں کھا سکتا تھا کبھی غلطی سے بوٹی کھالی تو سخت بخار ہو جاتا۔ جب میں ایم۔اے میں تھا تو میرے استاد قاضی محمد اسلم صاحب نے میرا Psychoanalysis کیا جس کی کئی نشستیں (Sittings) ہوئیں جس سے پتہ چلا کہ بچپن میں ہمارے گھر کچھ بٹیر آئے۔ میں ایک بٹیر سے کھیلتا تھا۔ لیکن گھر والوں نے اسے بھی ذبح کر دیا۔ جس کا مجھے بہت صدمہ ہوا اور سخت بخار ہو گیا۔ اور جب آرام آیا تو جب بھی گوشت کھاتا مجھے سخت بخار ہو جاتا۔ اب جب کہ مجھے اس بات کا علم ہو گیا میرا گوشت کھانا بغیر کسی تکلیف کے آسان ہو گیا۔ اور قیمہ مجھے پسند ہے اس لئے میں کم وبیش ہر روز قیمہ کھاتا ہوں۔

عربی

عربی کے استاد کے لئے دو ناموں کی تجویز تھی۔ ایک تو ملک صلاح الدین صاحب ایم اے (مؤلف اصحاب احمدؑ) اور ایک دوسرے صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے۔ موخر الذکر عربی کے مضمون میں رکھے گئے۔ میرا ان سے تعارف اس سے پہلے کا تھا جب وہ گورنمنٹ کالج لاہور کے طالب علم تھے اور ہفتہ کی شام کو وہ قادیان آجاتے اور اتوار کو جماعتی کاموں میں مصروف رہنے کے بعد سوموار کے روز جو گاڑی فجر سے پہلے جاتی امرتسر پہنچ جاتے وہاں سے دوسری گاڑی جو پہلے ہی لاہور کے لئے جانے کے لئے تیار ہوتی کالج کے کھلنے کے وقت لاہور پہنچ جاتے۔

میں جب نویں جماعت میں تھا انہوں نے ایک دفعہ ہماری جیومیٹری کی کلاس لی جس میں لوکس (Lucas) کے متعلق ایک Preposition ہمیں سکھائی اور اس کی مثال دو متواضی الاضلاح لائنوں اور دائرہ کے سنٹر اور اس کے محیط سے دی۔ کالج میں ہمیں دینیات بھی پڑھاتے رہے۔ ہوسٹل میں چوہدری محمد علی صاحب کے ساتھ یہ ٹیوٹر بھی تھے۔ ان کی صحت تو ابتدا سے ہی کمزور تھی لیکن جب کسی کام میں جٹ جاتے تو دنیا ومافیہا کا کچھ خیال نہ رہتا۔ اپنی عربی کی کلاسوں کی بہبودی کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے۔ گو کہ واقفِ زندگی تو نہ تھے لیکن کسی طرح ان سے کم نہ تھے۔ ربوہ کی ٹاؤن کمیٹی کے صدر کے طور پر بھی فرائض سرانجام دئے اور بہت سے مفید کام جاری کئے۔ ان میں سے ایک اہم کام یہ کیا کہ ہاؤس ٹیکس ختم کر دیا اور اس کی جگہ ترقیاتی ٹیکس کا اجرا کیا۔ جس کے نتیجہ میں خالی پلاٹوں پر بھی برائے نام ٹیکس عائد ہو گیا۔ کمیٹی کی آمد میں کمی نہ آئی اور خالی پلاٹوں پر مکان بننے شروع ہو گئے۔ 1972ء میں جب کالج قومیالیا گیا یعنی (Nationalize) ہوا تو سبک دوش کر دئے گئے۔ اس کے بعد جماعتی خدمات میں تاعمر مصروف رہتے ہوئے بھرپور زندگی گزاری۔ اور جماعت کے ذمہ دار عہدوں پر فائز رہے۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھی کچھ دیر پڑھانے کا موقعہ ملا۔ دفتر کارپرداز بہشتی مقبرہ کے صدر بھی رہے اور تحریک جدید میں وکیل التعلیم بھی رہے، اور ربوہ میں اپنے محلّہ دارالرحمت غربی کی مسجد میں باقاعدگی سے درسوں کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ریاضی

پہلے استاد میاں عبدالرحمٰن ناصر تھے۔ انہیں اپنے مضمون پر بہت عبور تھا۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد وہ چلے گئے اور بعد میں انہوں نے انجینئرنگ یونیورسٹی میں ملازمت کرلی۔ دوسرے استاد محمد صفدر چوہان تھے جنہوں نے قادیان میں ہی کالج میں پڑھانا شروع کر دیا تھا اور وہ کچھ دیر لاہور میں بھی کالج میں رہے وہ کمانڈر (ر) چوہدری

محمد اسلم صاحب ایڈیشنل سیکرٹری بیت الاسلام مشن ہاؤس کے بڑے بھائی تھے۔

طبیعات (Physics)

فزکس کے استاد میاں عطاالرحمٰن ایم ایس سی۔ بی ٹی بھی کالج کے بنیادی اساتذہ میں سے تھے۔اور اپنی پوری زندگی اس کالج میں گذاری ، بہت سادہ تھے۔ اپنے مضمون پر بہت گرفت تھی۔ پڑھانے کا انداز بھی بہت اچھا تھا۔طلباء میں بہت مقبول تھے۔ 1972ء میں جب ہمارا کالج قومیا لیا گیا یعنی نیشنلائز ہوا تو ان کو بھی فارغ کر دیا گیا۔ یہ میرے استاد تھے اور اتفاق یہ ہے کہ ان کے چاروں بیٹے لطف الرحمٰن، لطف المنان، شفیق الرحمٰن اور حبیب الرحمٰن میرے شاگرد رہے۔

کیمسٹری

کیمسٹری کے استاد یحییٰ بن عیسیٰ تھے۔ آپ کا تعلق بھی بہار سے تھا۔ یہ کالج میں قریباً دو سال رہے۔ بعد میں یہ محترم سلطان محمود شاہد صاحب المعروف 'شاہ جی' سے تبادلہ کر کے فضل عمر ریسرچ میں چلے گئے اور شاہد صاحب کالج میں آ گئے۔

مکرم شاہد صاحب کو بعد میں لندن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کرنے کی بھی توفیق ملی اور کالج کے دوسرے کاموں میں بھی حصہ لیا۔ سٹوڈنٹ یونین کے انچارج بھی رہے۔طلباء کی ہر قسم کی مدد کے لئے ہمیشہ تیار رہتے اس لئے طلباء میں ہر دلعزیز تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں جو بہت مقبول ہوئیں اور نصاب کا حصہ بن گئیں۔ ان کا بھی تبادلہ پہلے گارڈن کالج راولپنڈی میں کر دیا گیا اور بعد میں انہیں پرنسپل بنا کر ننکانہ صاحب بھجوا دیا گیا اور وہ وہاں سے ریٹائر ہوئے۔

فارسی

فارسی کے پہلے استاد عبدالرحمٰن صاحب تھے۔ ان کا تعلق بھی صوبہ بہار سے تھا۔ برصغیر کی تقسیم تک یہ کالج میں رہے۔ آج کل یہ ڈیٹرائٹ، امریکہ میں ہیں جہاں میری ان سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔

معاشیات (Economics)

اکنامکس پہلے تو پرنسپل صاحب پڑھاتے تھے بعد میں فیض الرحمٰن فیضی صاحب نے چارج لے لیا۔ قادیان اور لاہور میں یہ پڑھاتے رہے لیکن جب کالج ربوہ منتقل ہو گیا تو یہ نہ آئے اور ایف سی کالج لاہور میں منتقل ہو گئے اور وہاں پرنسپل بھی رہے۔

تاریخ

تاریخ کے استاد پروفیسر عباس بن عبدالقادر تھے۔ بہت قابل استاد تھے۔ یہ بھی بہار سے تعلق رکھتے تھے۔انہوں نے I.C.S. (انڈین سول سروسز) کا امتحان بھی پاس کر لیا تھا لیکن یہ وقف کر کے قادیان آ گئے۔ لاہور میں بھی رہے بعد میں خیر پور سندھ چلے گئے جہاں پر گورنمنٹ کالج کے پرنسپل تھے۔ 2 ستمبر 1974ء کو معاندین احمدیت نے وہاں پر ان کو شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

اردو اختیاری (Optional)

ایک اختیاری مضمون 50 نمبر کا ہوا کرتا تھا۔ اس وقت غالباً پنجاب یونیورسٹی میں ابھی ایم اے اردو شروع نہیں ہوا تھا اس لئے اس کے لئے قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس کے نصاب میں دو کتب رکھی گئی تھیں۔

1۔ مقدمہ شعر و شاعری از مولانا الطاف حسین حالؔی

2۔ دیوان غالب

ہمارے ساتھ اس سال ڈی اے وی۔ ہائی سکول رجادہ قادیان کے کچھ لڑکے بھی داخل ہوئے تھے پڑھاتے ہوئے کوئی شعر بہت پسند آتا تو اس کی داد کچھ اس طرح دیتے کہ کہتے آنند آ گیا سب طالب علم ان کو بہت پسند کرتے تھے۔ ابتدا میں کچھ عرصہ فارسی بھی پڑھاتے رہے۔

موقع و محل کی مناسبت سے جہاں تک حافظہ کا تعلق تھا تعلیم الاسلام کالج کے ابتدائی ایام کی یادوں کا مختصر ذکر کر دیا ہے۔ باقی تعلیم الاسلام کالج کی تاریخ کی تفصیل تاریخ احمدیت میں موجود ہے وہاں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

ولادت باسعادت

عزیزہ سنایا شاہد سلمہا

مکرم حسان شاہد صاحب پیس ویلیج ساؤتھ ایسٹ، (واقفِ نو سکیم، ممبر نیشنل میڈیا ٹیم کینیڈا، چیئر مین پریس میڈیا مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا) اور محترمہ عروہ وسیم شاہد صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 25/ جولائی 2020ء کو پہلی بیٹی عطا فرمائی۔ الحمدللہ! اس بچی کا نام ''سنایا شاہد'' تجویز ہوا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے تحریک وقفِ نو میں شامل ہے۔

عزیزہ سنایا سلمہا مکرم فضل احمد شاہد صاحب پیس ویلیج جماعت (سیکرٹری وصایا پیس ویلیج، نائب صدر و نائب زعیم انصاراللہ حلقہ پیس ویلیج ساؤتھ ایسٹ) اور محترمہ امۃ الواسع ارم صاحبہ کی پوتی اور مکرم عثمان احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ وایڈیٹر احمدیہ گزٹ کینیڈا کی بھتیجی ہے۔

اسی طرح عزیزہ سنایا سلمہا مکرم وسیم احمد صاحب اور محترمہ حفصہ وسیم صاحبہ سیکرٹری سپورٹس پیس ویلیج ویسٹ حلقہ کی نواسی اور مکرم ملک عزیز احمد صاحب ایم اے مرحوم (آرمی کیپٹن ریٹائرڈ اور سابق کارکن بیت الاسلام مشن ہاؤس کینیڈا) کی پڑنواسی ہے۔

احباب جماعت سے نومولودہ عزیزہ سنایا شاہد سلمہا کی درازیٔ عمر، خادمہ دین اور خلافت کے فدائی ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

جو بانٹتا ہوں اسی کا ہی سب دیا ہوا ہے

مکرم انصر رضاؔ صاحب ٹرانٹو

تو جس زمین پہ رکھ کے قدم کھڑا ہوا ہے
ہے آسماں مرے شانوں پہ جو دھرا ہوا ہے

سنا رہا ہوں کہانی وہ کسی اور کی ہے
جو پڑھ رہا ہوں کسی اور کا لکھا ہوا ہے

جو میرے پاس ہے اس میں سے کچھ نہیں میرا
جو بانٹتا ہوں اسی کا ہی سب دیا ہوا ہے

میں جس نگر سے ہوں نکلا وہ ساتھ ہے میرے
وجود اس کا ابھی تک ادھر پڑا ہوا ہے

تمہیں کسی نے بھی دیکھا نہیں ہے ساتھ مرے
تو کیوں جبیں پہ پسینہ ہے رنگ اڑا ہوا ہے

تو پڑھتے پڑھتے جہاں رک گیا تھا اے قاری
کتابِ ہستی کا صفحہ وہیں مڑا ہوا ہے

ہے آسمان میں مسجود زمیں پہ ساجد
رضاؔ تو سجدے میں اس سے مگر جڑا ہوا ہے

حقیقی نماز وہ ہے جس میں رقّت پیدا ہو جائے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں رقّت پیدا کرنے کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''نماز پڑھو اور تدبر سے پڑھو اور ادعیہ ماثورہ کے بعد اپنی زبان میں دعائیں مانگنی مطلق حرام نہیں ہے۔ جب گدازش ہو تو سمجھو کہ موقع دیا گیا ہے۔ اس وقت کثرت سے مانگو اس قدر مانگو کہ اس نکتہ تک پہنچو کہ جس سے رقّت پیدا ہو جاوے۔ یہ بات اختیاری نہیں ہوتی خدا تعالیٰ کی طرف سے ترشحات ہوتے ہیں۔ اس کوچہ میں اول انسان کو تکلیف ہوتی ہے مگر ایک دفعہ چاشنی معلوم ہو گی تو پھر سمجھے گا۔ جب اجنبیت جاتی رہے گی اور نظارہ قدرتِ الٰہی دیکھ لے گا تو پھر پیچھا نہ چھوڑے گا۔ قاعدہ کی بات ہے کہ تجربہ میں جب ایک دفعہ ایک بات تھوڑی سی آجاوے تو تحقیقات کی طرف انسان کی طبیعت میلان کرتی ہے۔ اصل میں سب لذّات خدا تعالیٰ کی محبت میں ہیں۔''

(ملفوظات۔ جلد2، صفحہ 631)

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا

رشتہ ناطہ کے معاملات

سوال وجواب

نیشنل شعبہ تربیت لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے تحت رشتہ ناطہ اور اس کے مسائل سے متعلق سوال و جواب کا ایک سلسلہ پیش کیا جا رہا ہے جو کہ قرآنِ مجید و احادیث کی تعلیمات اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودات کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ اِن سوال و جواب کا بنیادی مقصد رشتہ ناطہ اور شادی بیاہ کے معاملات میں تقویٰ کی اہمیت اور برکت کو اجاگر کرنا ہے۔

سوال: کیا رشتہ طے کرنے کے معاملہ میں مجھے کوئی حق نہیں ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی رضامندی کے بغیر ان کی شادی طے نہیں کی جا سکتی۔ تاہم اس سلسلے میں عورت کو کسی ولی یا نمائندے کی ضرورت ہے۔ اِس شرط کا مقصد یہ ہے کہ اس عورت کے حقوق کا تحفظ کیا جا سکے اور اس کی حرمت کو برقرار رکھا جا سکے۔ اسلام شادی سے پہلے مرد اور عورت دونوں کو ایک دوسرے کو دیکھنے اور بات کرنے کی اجازت دیتا ہے، لیکن اِن ملاقاتوں میں ایک نگران کا ہونا ضروری ہے۔

(Pathway to Paradise. Chapter 3: The Islamic Marriage System.)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 24 دسمبر 2004ء میں ارشاد فرمایا:

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شادی کے معاملہ میں بیوہ اپنے بارہ میں فیصلہ کرنے میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ اور کنواری سے اجازت لی جائے گی اور اس کا خاموش رہنا، اجازت تصور کیا جائے گا۔

(سنن الدارمی۔ کتاب النکاح، باب استئمار البکر والثیب)

تو وضاحت ہوگئی کہ بیوہ کا حق بہرحال فائق ہے لیکن کنواری لڑکی کے بارہ میں یہ شرط ہے کہ اس کا ولی اس کے بارے میں فیصلہ کرے اور وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات تو اصل میں معاشرے میں بھلائی اور امن پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ تو بیوہ کیونکہ دنیا کے تجربے سے گزر چکی ہوتی ہے دنیا کی اونچ نیچ دیکھ چکی ہوتی ہے اور اِلا ماشاء اللہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کر سکتی ہے، اس لئے اس کو یہ اختیار دے دیا۔ لیکن کنواری لڑکی بعض دفعہ بھول پنے میں غلط فیصلے بھی کر لیتی ہے، اس لئے اس کے رشتے کا اختیار اس کے ولی کو دیا گیا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کو یہ حق دیا گیا کہ اگر وہ اپنے ولی یا باپ کے فیصلے سے اختلاف رکھتی ہو، اس پر راضی نہ ہو تو نظام جماعت کو بتائے اور فیصلے کروالے، لیکن خود عملی قدم اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس سے بھی معاشرہ میں نیکی اور بھلائی کی بجائے فتنہ اور فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ چنانچہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ بعض لڑکیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کی کہ باپ فلاں رشتہ کرنا چاہتا ہے اور آپؐ نے لڑکیوں کے حق میں فیصلہ دیا۔ بعض دفعہ یہ ہوا کہ لڑکی نے کہا میں نہیں چاہتی۔ چنانچہ ایک دفعہ اسی طرح ایک لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ ہم عورتوں کو رشتوں کے معاملہ میں کوئی حق نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا بالکل ہے۔ تو اس نے کہا کہ میرا باپ میرا رشتہ فلاں بوڑھے شخص سے کرنا چاہتا ہے، یا کر رہا ہے یا کر دیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں اجازت ہے۔ لیکن اس نیک فطرت بچی نے کہا کہ میں صرف عورت کا حق قائم کرنا چاہتی تھی اپنے باپ کا دل توڑنا نہیں چاہتی۔ مجھے اپنے باپ سے بہت پیار ہے۔ میں اس رشتے پر بھی راضی ہوں لیکن حق بہرحال عورت کا قائم ہونا چاہئے اس کے لئے میں حاضر ہوئی تھی۔

پھر ایک دفعہ آپؐ نے ایک لڑکی کے باپ کا طے کیا ہوا رشتہ (جو لڑکی کی مرضی کے خلاف تھا۔) ختم کروا دیا۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا۔ اس کا اس سے ایک بچہ بھی تھا۔ بچے کے چچا نے عورت کے والد سے اس بیوہ کا رشتہ مانگا۔ عورت نے بھی رضامندی کا اظہار کیا۔ لیکن لڑکی کے والد نے اس کا رشتہ اس کی رضامندی کے بغیر کسی اور جگہ کر دیا۔ اس پر وہ لڑکی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور شکایت کی۔ حضورؐ نے اس کے والد کو بلا کر دریافت کیا۔ اس کے والد نے کہا اس کے دیور سے بہتر آدمی کے ساتھ میں نے اس کا رشتہ کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کے کئے ہوئے رشتے کو توڑ کر بچے کے چچا یعنی عورت کے دیور سے اس کا رشتہ کر دیا۔

(مسند الامام الاعظم۔ کتاب النکاح، عدم جواز النکاح بغیر رضا المرءۃ)

اب یہاں بیوہ کا حق فائق تھا اور دوسرے عورت (لڑکی) کی مرضی بھی دیکھنی تھی۔ لیکن جماعت احمدیہ میں بہرحال یہ دیکھا جائے گا کہ لڑکی جہاں رشتہ کر رہی ہے یا جہاں رشتے کی خواہش رکھتی ہے وہ لڑکا احمدی ہو۔ کیونکہ ان تمام باتوں کا مقصد پاک معاشرے کا قیام ہے۔ نیکیوں کو قائم کرنا ہے اور نیک اولاد کا حصول ہے۔‘‘

سوال: رشتہ طے کرتے وقت ذات برادری کو کتنی اہمیت دینی چاہئے؟

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 24 دسمبر 2004ء میں ارشاد فرمایا:

’’تو یہ ذاتیں وغیرہ بھی اب چھوڑنی چاہئیں۔ اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائی ہیں اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کی کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔‘‘

تو پھر ان چیزوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ پر چلتے ہوئے رشتے قائم کرنے کی توفیق دے۔ بچوں کے رشتے کروانے کی توفیق دے اور قرآنی حکم کے مطابق یتیموں، بیواؤں ہر ایک کے رشتے کروانے کی توفیق دے نظام جماعت کو بھی اور لوگوں کو بھی معاشرے کو بھی۔ اور سب بچیاں جن کے والدین پریشان ہیں ان سب کی پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 7 جنوری 2005ء)

سوال نمبر: کیا بیوی کا اپنے سسرال کے ساتھ رہنا ضروری ہے؟

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 17 مارچ 2017ء میں ارشاد فرمایا:

’’بعض گھروں میں اس لئے فساد اور لڑائی جھگڑا ہوتا ہے کہ لڑکی بیاہ کر جب رخصت ہوتی ہے تو خاوند کے پاس علیحدہ گھر نہیں ہوتا اور وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ رہ رہا ہوتا ہے۔ اس میں بعض حالات میں تو مجبوری ہوتی ہے کہ لڑکے کی اتنی آمد نہیں ہے کہ وہ علیحدہ گھر لے سکے یا لڑکا ابھی پڑھ رہا ہے تو مجبوری ہے اور لڑکی کو بھی پتا ہونا چاہئے کہ لڑکے کی آمد یا مجبوری کی وجہ سے علیحدہ گھر لینا مشکل ہے تو پھر ایسے حالات میں کچھ عرصہ وہ سسرال میں گزارہ کرے۔ لیکن بعض دفعہ لڑکی اور اس کے والدین جلد بازی کی وجہ سے رشتے ہی تڑوا دیتے ہیں۔ شادی بھی ہوگئی اور پھر خلع لے لی۔ یہ غلط طریقہ کار ہے۔ اگر سسرال میں نہیں رہ سکتے تو پہلے بتائیں اور پھر اتنی جلدی شادی نہ کریں کیونکہ لڑکے والوں کے حالات ایسے نہیں ہیں۔ لیکن بعض لڑکے اپنی غیر ذمہ دارانہ طبیعت یا ماں باپ کے کہنے پر، اُن کے دباؤ پر ماں باپ کے ساتھ رہتے ہیں حالانکہ علیحدہ گھر لے سکتے ہیں اور بہانہ ہے کہ ماں باپ بوڑھے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ رہنا ضروری ہے جب کہ دوسرے بھائی بہن بھی والدین کے ساتھ ہوتے ہیں یا پھر اگر وہ نہ بھی ہوں تو والدین کی عمومی صحت اور حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ علیحدہ نہ رہ سکتے ہوں۔ اس میں صرف لڑکے کے ماں باپ کی ضد ہوتی ہے۔ اسلام اس بارہ میں کیا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَیۡسَ عَلَی الۡاَعۡمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الۡمَرِیۡضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا مِنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اٰبَآئِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اُمَّهٰتِکُمۡ

(سورۃ النور 24: 62)

یعنی اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ لولے لنگڑے پر حرج ہے اور نہ مریض پر اور نہ تم لوگوں پر کہ تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنی ماں کے گھروں سے۔

یہ لمبی آیت ہے لیکن اتنے حصہ کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے خوبصورت انداز میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ فرمایا:

’’کہ ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھر میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ قرآن مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو۔ دیکھو اس میں (یعنی اس آیت میں) ارشاد ہے کہ گھر الگ الگ ہوں۔ ماں کا گھر الگ۔ اولاد شادی شدہ کا گھر الگ۔‘‘

(حقائق الفرقان۔ جلد 3 صفحہ 233)

جب الگ الگ گھر ہوں گے تبھی تو کھانا کھانے کی اجازت ہے۔

پس سوائے کسی مجبوری کے گھر الگ ہونے چاہئیں۔ گھروں کی علیحدگی سے جہاں ساس بہو اور نند، بھابھی کے مسائل ختم ہوں گے وہاں لڑکے اور لڑکی کو اپنی ذمہ داری کا احساس بھی ہوگا۔

یہاں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ اپنی لڑکیوں کے رشتہ سے پہلے لڑکے سے پوچھتے ہیں کہ اس کا اپنا گھر ہے یعنی گھر کا مالک ہے۔ اس کے پاس اس گھر کی ملکیت ہے۔ اگر نہیں تو رشتہ نہیں کرتے۔ یہ طریق بھی بڑا غلط طریقہ کار ہے۔ پس دنیاوی لالچ کی بجائے لڑکی والوں کو لڑکے کا دین دیکھنا چاہئے۔ گھر تو آہستہ آہستہ بن ہی جاتے ہیں اگر گھر میں پیار محبت ہو۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 7 اپریل 2017ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 24 دسمبر 2004ء میں ارشاد فرمایا:

’’اس لئے شادی کرنے کے بعد اگر میاں بیوی علیحدہ رہنا چاہتے ہیں اور ان کو توفیق ہے اور والدین عمر کے اس آخری حصے میں نہیں پہنچے ہوتے جہاں ان کو کسی کی مدد کی ضرورت ہو اور کوئی بچہ ان کے پاس نہ ہو، پھر تو ایک اور بات ہے، قربانی کرنی پڑتی ہے۔ وہ بھی لڑکوں کا کام ہے۔ اگر کسی کے لڑکا نہ ہو تو پھر لڑکی کی مجبوری ہے۔ لیکن عموماً لڑکی بیاہ کر جب دوسرے گھر میں بھیج دی تو اس کو اپنا گھر بسانے دینا چاہئے۔ اور اس طرف جماعتی نظام کے ساتھ ہماری تینوں ذیلی تنظیمیں لجنہ، خدام، انصار، اُن کو بھی توجہ دینی چاہئے۔ اُن کو بھی اپنے طور پر تربیت کے تحت سمجھاتے رہنا چاہئے۔ انصار والدین کو سمجھائیں، لجنہ والدین کو، لڑکیوں کو اور خدام لڑکوں کو سمجھائیں۔‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 7 جنوری 2005ء)

خدا تعالیٰ ہمیں اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ خدا تعالیٰ کے احکامات بجالاتے ہوئے اپنی آئندہ زندگیوں میں نیک اور تقویٰ شعار میاں بیوی بنیں۔ آمین۔

قبرستان کی حالتِ زار

مکرم صابر ظفر صاحب

بندگی آتی ہے جن کو نہ دعا آتی ہے
وہ بھی کہتے ہیں ہمیں یادِ خدا آتی ہے

کتبے توڑے گئے ہیں، قبریں اکھاڑی گئی ہیں
شرم آتی ہے نہ کچھ ان کو حیا آتی ہے

جن کے معبد پہ لگائے گئے چپ کے تالے
ان کے سینوں سے اذانوں کی صدا آتی ہے

زندگی پاتا ہے ہر سانس اسی سے میرا
اس مسیحا کی طرف سے جو ہوا آتی ہے

خاک سے دور نہ ہو، پوچھے گی ورنہ یہی خاک
کون کام آتا ہے جس وقت قضا آتی ہے

آسمانوں سے نہیں اب کوئی آنے والا
آ چکا ہے جسے آنا تھا، ندا آتی ہے

ہم نے پروا نہیں کی، روکا گیا جو رستہ
روک دینے سے توانائی سوا آتی ہے

ایک پیغام کہاں تک تھا کہاں تک پہنچا
اب تو دنیا کے کناروں سے نوا آتی ہے

واقعہ پیش جو کرتے ہیں تو دل کٹتے ہیں
پھر بھی ہر حال میں یادِ شہدا آتی ہے

میں کسی اور کی جانب نہیں جاتا ہوں ظفر
اپنے مولا سے مجھے بوئے وفا آتی ہے

بقیہ از خطبہ عیدالاضحیہ کا خلاصہ

تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی ہوگی اور پھر حقیقی قربانی اور اُس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے قُرب کا ادراک اور تجربہ بھی ہوگا۔

اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں حصّے دار بننے کے لئے ہم نے آنحضرت ﷺ کے جس غلامِ صادق کو مانا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے بھی 'ابراہیم' کہا ہے چنانچہ کئی مواقع پر حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً ابراہیم کہہ کر مخاطب فرمایا گیا ہے۔ پس اگر ہم نے روحانی ترقی، اسلام کو دنیا میں غالب کرنے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کے لئے اس ابراہیم کو مانا ہے تو ہم میں سے ہر ایک کو اسمٰعیل بننے کی کوشش کرنی ہوگی۔ اس طرح ہی ہم اُن شہدا کی قربانیوں کا بہترین بدلہ لے سکتے ہیں جن کو زمانے کے ابراہیم کو ماننے کی پاداش میں شہید کیا گیا۔

حضورِانور نے واقفینِ نَو اور اُن کے والدین کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جب دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور قربانی کرنے کا عہد کیا ہے تو مالی حالات اور کم الاؤنس میں گزارہ جیسے عذر بے معنی ہیں۔ ہمارے سلسلے کی غرض یہ ہے کہ ہم بھولی بھٹکی انسانیت کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بناسکیں۔ پس اس غرض کے لئے واقفینِ نَو کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ مربی اور مبلغ بننے کی کوشش کریں۔

حضورِانور نے اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لئے بالخصوص دعا کی تحریک فرمائی۔ اسی طرح شہدا کے خاندانوں، واقفین، مربیان، مبلغین اور معلمین کو دعاؤں میں یاد رکھنے کا ارشاد فرمایا۔

حضورِانور نے پاکستان میں احمدیوں کو قربانی سے روکے جانے اور افریقہ میں باہر سے آنے والے شریروں کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے ہر احمدی کے لئے ان شریروں کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کی۔

خطبہ ثانیہ سے پیشتر حضورِانور نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تمام احمدیوں کو عید مبارک کا محبت بھرا پیغام دیا اور اعلان فرمایا کہ آج بھی خطبہ جمعہ اپنے وقت پر ہی ہوگا۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 7/ اگست 2020ء)

بقیہ از موجودہ وبائی حالات اور ہمارا ردّ عمل

اس کے لئے علیحدہ رہنا چاہئے اور علیحدہ رکھو۔ بہرحال جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہم مستقل تو یہ نہیں چھوڑ رہے اور اس کے لئے متبادل انتظام بھی کر رہے ہیں کہ گھروں میں جمعہ ادا کریں۔ .... یہ بھی ضروری ہے کہ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس وبا سے دنیا کو جلد پاک کرے اور سب دنیا کو انسانیت کے تقاضے پورے کرنے والا بنائے اور سب خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔''

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 10 اپریل 2020ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں پیارے آقا کے ارشادات پر دل و جان سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ از توبہ و استغفار

تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھلے گا اور پھولے گا اور پھر بڑھے گا اور ہمارے تمام وجود پر نیکیوں کا قبضہ ہوجائے گا۔ اور ہر برائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ختم ہوجائے گی۔''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 28 مئی 2004ء، صفحہ 6۔ خطبات مسرور، جلد2، صفحہ 321-322)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 20 مئی 2004ء میں استغفار کے بارہ میں فرمایا:

''استغفار کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل اور قرب کی چادر میں لپٹنے کی دعا مانگی جائے۔ جب انسان اس طرح دعا مانگ رہا ہو تو کس طرح ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دعا نہ سنے اور انسان کی دنیا و آخرت نہ سنورے۔ اللہ تعالیٰ نے تو خود فرمایا ہے کہ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (سورۃ المومن 61:40) کہ اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے، وہ تو اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب میرا بندہ مجھ سے دعا مانگے۔ خود فرماتا ہے کہ تم مجھ سے مانگو میں دعا قبول کروں گا۔ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ کب میرا بندہ مجھ سے استغفار کرے، کب وہ سچے طور پر توبہ کرتے ہوئے میری طرف رجوع کرے اور میں اس کی دعا سنوں۔''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 3 جون 2005ء، صفحہ 5۔ خطباتِ مسرور، جلد3، صفحہ 303)

آج بھی ہمارے لئے اس عالمی وبا کی وجہ سے پریشانیوں اور اداسیوں کے دن ہیں مگر یہ وقتی اور عارضی پریشانیاں ہیں ہمیں چاہئے کہ اپنے رب سے قوت حاصل کریں اور اس سے عاجزانہ دعائیں کریں کہ کوتاہیوں، غفلتوں اور گناہوں کی پاداش میں اس وقت جو پریشانیاں پیدا ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف فرمائے اور دنیا کی آنکھیں کھولے، انہیں اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور وہ صحیح راہ کی طرف آنے والے ہوں۔ آمین۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 20 اپریل 2020ء)

اہلِ قلم حضرات و خواتین مضامین لکھیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقارِ علی فرمایا ہے۔ اس میں یہی سِر ہے کہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔''

(ملفوظات۔ جلد اول، صفحہ 151 زیرِ عنوان اس زمانہ کا ہتھیار قلم ہے۔)

اس ارشاد کی تقلید میں قارئین کرام سے مضامین لکھنے نیز شعراء سے منظوم کلام بھیجنے کی درخواست ہے۔ احمدیہ گزٹ کینیڈا آپ کا اپنا رسالہ ہے۔ اس میں تعلیمی، تربیتی، اخلاقی، سائنسی، تاریخی، ادبی، دلچسپ معلوماتی اور مختلف علوم و فنون پر مضامین لکھ کر درج ذیل پتہ پر بھجوائیں۔

خواتین کھانا پکانے کی تراکیب اور آرٹ پر مضامین بھجوا سکتی ہیں۔ دنیا بھر کے خوبصورت مقامات کی سیر بھی کروائی جاسکتی ہے۔

ادارہ آپ کا بے حد شکرگزار اور ممنونِ احسان ہوگا۔ تمام مضامین ٹائپ شدہ اور ایم ایس ورڈ فارمیٹ میں ہوں۔

editor@ahmadiyyagazette.ca

(ادارہ)

اعلانات

دعائے مغفرت

☆ مکرم مرزا مظفر احمد بیگ صاحب

16/جولائی 2020ء کو مکرم مرزا مظفر احمد بیگ صاحب لندن انٹاریو جماعت 51 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.

20/جولائی کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں سوا ایک بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مصور باجوہ صاحب مربی سلسلہ لندن انٹاریو نے دعا کرائی۔

مرحوم کے والد مکرم مرزا منور احمد بیگ صاحب 1986ء میں اور ان کے چھوٹے بھائی مکرم مرزا اقدس احمد بیگ صاحب 2007ء میں لاہور میں شہید کردئے گئے۔ ان کے والد محترم نے 1953ء میں احمدیت قبول کی۔

مرحوم نے 2018ء میں لاہور سے کینیڈا ہجرت کی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند مخلص احمدی تھے۔ آپ کا خلافت سے گہرا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ نصرت شہزادی صاحبہ، ایک بیٹا مکرم مرزا مدثر احمد بیگ صاحب، دو بیٹیاں محترمہ امۃ المصور صاحبہ، محترمہ امۃ الصبوح صاحبہ اور دو بھائی مکرم مرزا وسیم احمد بیگ صاحب لندن انٹاریو اور مکرم مرزا طاہر احمد بیگ صاحب پیس ویلج یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم مسعود احمد صاحب

22/جولائی 2020ء کو مکرم مسعود احمد صاحب بریمپٹن ویسٹ جماعت 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن. 23/جولائی کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں دو بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے فوراً بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم انیق احمد صاحب مربی سلسلہ بریمپٹن نے دعا کرائی۔

مرحوم، مکرم چوہدری محمد صادق صاحب مرحوم کے صاحبزادے تھے۔ آپ کا تعلق دارالذکر لاہور سے تھا۔ مئی 2010ء میں شہداء کے دردناک واقعہ کے بعد مسجد دارالذکر کی حفاظت کی غرض سے دیواروں کو اونچا اور مضبوط کرنے کا کام ان کے سپرد کیا گیا تھا۔ انہوں نے اسی زمانہ میں لاہور سے کینیڈا ہجرت کی۔

آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد وخیر خواہ، خلیق، ملنسار اور مخلص فدائی احمدی تھے۔ خلافت کے ساتھ صدق ووفا کا تعلق تھا۔

آپ کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ یاسمین مسعود صاحبہ، ایک بیٹا مکرم حسان احمد صاحب، پانچ بیٹیاں محترمہ ارم نعمان صاحبہ مارکھم، محترمہ امینہ نفیس صاحبہ مسس ساگا، محترمہ سمیع حسیب صاحبہ وان، محترمہ منصورہ رضوان صاحبہ وینکوور اور محترمہ کنزہ ارشد صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم چوہدری غلام رسول صاحب

یکم اگست 2020ء کو مکرم چوہدری غلام رسول صاحب پیس ویلج جماعت 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.

2/اگست کو مسجد بیت الاسلام میں نماز مغرب کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ پیس ویلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 3/اگست کو نیشنل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر وقائمقام مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کو عمرہ ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت چوہدری غلام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے۔ آپ دارالقضاء کینیڈا میں قاضی رہے۔ علاوہ ازیں مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمات بجالاتے رہے۔ آپ پیس ویلج کے ابتدائی رہنے والوں میں سے تھے۔

نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مالی قربانیوں میں پیش پیش، ہمدرد وخیر خواہ، صلہ رحمی کرنے والے، خلیق، ملنسار، دھیمہ لہجہ، زیرک، معاملہ فہم، مہمان نواز، خوش مزاج، سفید پوش اور دعا گو بزرگ تھے۔ دوستی کو نبھانا خوب جانتے تھے۔ مکرم مرزا فضل الرحمٰن صاحب مرحوم کے پاکستان ایئر فورس کورنگی کریک کے قدیم ساتھی تھے۔ کراچی سے لے کر کینیڈا تک اس اخلاص اور وفا کے تعلق کو دونوں نے بہت اچھی طرح نبھایا جو جماعت کے دوستوں کے لئے قابلِ رشک بھی تھا۔ پاکستان ائیرفورس کی ملازمت کے دوران انہیں بعض اعزازات سے نوازا گیا۔

نظامِ جماعت اور خلافت کے ساتھ صدق ووفا کا گہرا تعلق تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچوں کی اعلیٰ تربیت کی، جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ نیک، سعادت مند اور خدمت گزار ہیں۔ مرحوم کے ایک صاحبزادے مکرم خالد رسول صاحب نیشنل سیکرٹری جائیداد جماعت احمدیہ کینیڈا ہیں۔

آپ کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ محمود پروین رسول صاحبہ، چار بیٹے مکرم مبشر محمود صاحب، مکرم خالد رسول صاحب، مکرم طاہر رسول صاحب، مکرم فضل رسول صاحب اور پانچ بیٹیاں محترمہ طاہرہ رسول صاحبہ، محترمہ عزیز القانتہ صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد ورک صاحب پیس ویلج سنٹر ویسٹ، محترمہ خالدہ پروین رسول صاحبہ اہلیہ مکرم داؤد عزیز احمد صاحب امریکہ، محترمہ زاہدہ پروین رسول صاحبہ اہلیہ مکرم شاہد احمد صاحب پیس ویلج ویسٹ اور محترمہ سعدیہ ملک صاحبہ اہلیہ مکرم عادل مسعود ملک صاحب پیس ویلج سنٹر ویسٹ۔ اور ایک بھائی مکرم چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب بریڈفورڈ ساؤتھ اور ایک ہمشیرہ محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ جرمنی یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم چوہدری محمد علی خاں صاحب

7/اگست 2020ء کو مکرم چوہدری محمد علی خاں صاحب وان جماعت 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.

9/اگست کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں دو بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ نے برصغیر کی تقسیم سے قبل حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ بعدہ، حضورؓ کے ارشاد کی تعمیل میں فرقان فورس میں خدمات بجالاتے رہے۔ اور خدمت پاکستان کا تمغہ حاصل کیا۔ علاوہ ازیں مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، ہمدرد وخیر خواہ، خلیق، ملنسار اور دعا گو بزرگ تھے۔ نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ صدق ووفا کا گہرا تعلق تھا۔

آپ کے پسماندگان میں چار بیٹے مکرم منور احمد خاں صاحب پاکستان، مکرم طاہر احمد خاں صاحب پیس ویلج، مکرم مبارک احمد خاں

صاحب وان، مکرم مبشر احمد خاں صاحب وان اور دو بیٹیاں محترمہ طاہرہ پروین صاحبہ پاکستان اور محترمہ مبارکہ پروین صاحبہ ٹرانٹو ویسٹ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

11 اگست 2020ء کو محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مبارک احمد باجوہ صاحب وان جماعت 75 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

17 اگست کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں دو بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ آپ مکرم چوہدری عطاء اللہ باجوہ صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ مرحومہ کے دادھیال حضرت چوہدری ابراہیم باجوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ننھیال حضرت چوہدری باغ دین باجوہ رضی اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ آپ جرمنی میں اپنے حلقہ کی صدر لجنہ اماء اللہ تھیں۔

نیک صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، ہمدرد و خیرخواہ، خلیق اور ملنسار تھیں۔ خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق تھا۔

آپ کے پسماندگان میں شوہر مکرم مبارک احمد باجوہ صاحب، ایک بیٹی محترمہ شمیم اختر باجوہ صاحبہ اہلیہ مکرم محمود احمد باجوہ صاحب وان، دو بھائی مکرم مقبول احمد باجوہ صاحب بریڈفورڈ، مکرم داؤد احمد باجوہ صاحب پیس ولیج یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم شاہد محمود صاحب

12 اگست 2020ء کو مکرم شاہد محمود صاحب بریمپٹن جماعت 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

14 اگست کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں دو بجے مکرم صادق احمد مربی سلسلہ مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اس کے فوراً بعد تین بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم عتیق احمد صاحب مربی سلسلہ بریمپٹن نے دعا کرائی۔

آپ نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد و خیرخواہ، خلیق اور ملنسار تھے۔ خلافت کے ساتھ صدق ووفا کا تعلق تھا۔

آپ کے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ فزا شاہد صاحبہ، دو بیٹے مکرم فیضان احمد خاں صاحب، مکرم حسان احمد خاں صاحب اور ایک بیٹی محترمہ عائشہ شاہد خاں صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ مبارکہ صدیقہ احمد صاحبہ

13 اگست 2020ء کو محترمہ مبارکہ صدیقہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ راشد احمد صاحب مرحوم ٹرانٹو جماعت 96 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

15 اگست کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں پونے ایک بجے مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اس کے فوراً بعد پونے دو بجے میپل یونائیٹڈ قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم شیخ رفیق احمد قمر صاحب سابق ریجنل امیر نادرن انٹاریو نے اپنی خوش دامن صاحبہ کی قبر پر دعا کرائی۔

آپ مرحوم مکرم شیخ راشد احمد صاحب واقف زندگی تحریک جدید ربوہ کی اہلیہ تھیں۔ مکرم شیخ صاحب نے انتہائی اخلاص اور وفا کے ساتھ وقف کی روح کو نبھایا۔ علم دوست تھے۔ کتابوں کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ ربوہ میں بچوں کو انگریزی پڑھایا کرتے تھے۔ بہت محنتی تھے۔ بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ نیک صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیرخواہ، خلیق، ملنسار، مہمان نواز اور دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ پیرانہ سالی کے باوجود آخر وقت تک گھر کے کام کاج میں مدد کرتی رہیں، چلتی پھرتی تھیں۔ کسی پر بیماری اور علالت کا بوجھ نہیں بنیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا محض ان پر خاص فضل تھا۔

آپ اکثر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سنہرے عہد کے ایمان افروز واقعات سنایا کرتی تھیں۔ مرحومہ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ صدق ووفا کا گہرا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں پانچ بیٹیاں محترمہ رشیدہ راشد صاحبہ ٹرانٹو، محترمہ حمیدہ راشدہ صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ رفیق احمد قمر صاحب مارکھم، محترمہ صادقہ چوہدری صاحبہ ٹرانٹو، محترمہ بشریٰ بشیر صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب بریمپٹن ویسٹ اور محترمہ روبینہ احمد صاحبہ ٹرانٹو یادگار چھوڑی ہیں۔

یاد رہے کہ حکومت کینیڈا کے جملہ قواعد وضوابط اور سماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے نماز ہائے جنازہ اور قبرستان میں تدفین کے مواقع پر صرف چند اعزہ واقارب نے ہی شرکت کی۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔ اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔ آمین۔

قارئین کرام سے ضروری درخواست
برائے اطلاعات واعلانات

قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں کہ احمدیہ گزٹ کینیڈا کی آغاز سے ہی یہ حسن اور خوبی رہی ہے کہ شادی بیاہ، نکاح، پیدائش، نمایاں کامیابی اور وفات وغیرہ کی اطلاعات واعلانات بغرض دعا شائع کر کے احباب جماعت کو ایک دوسرے سے باخبر رکھتا ہے۔

اب جب کہ کورونا وائرس کی عالمی وبا کے پیش نظر آن لائن ہونے سے اس کے استفادہ کا دائرہ کار وسعت اختیار کر کے دنیا بھر میں پھیل چکا ہے اور آج کل یہ دنیا گلوبل ولیج (Globel Village) بن چکی ہے اس طرح دعا کا فیض بھی تمام دنیا میں بسنے والے احمدی حضرات سے ملنا شروع ہو گیا ہے۔

اس لئے قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ شادی بیاہ، نکاح، پیدائش، نمایاں کامیابی اور وفات وغیرہ کے اعلانات جلد از جلد بھجوائیں۔

اگر ولادت، نمایاں کامیابی یا وفات کی اطلاع کے ساتھ ای میل کے ذریعہ حضرات کی تصویر بھی Jpeg format میں بھجوائیں تو ادارہ ممنون احسان ہوگا نیز پیدائش پر New born baby اور تکمیل قرآن پر بچوں کی تصاویر Jpeg format میں اعلانات کے ساتھ درج ذیل پتہ پر بھجوائیں۔

تمام اعلانات ایم ایس ورڈ فارمیٹ اور ٹائپ شدہ ہوں۔

editor@ahmadiyyagazette.ca

ادارہ احمدیہ گزٹ کینیڈا اپنے اور تمام رضا کاروں کے لئے قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)